ہفت روزہ

خدام الدین
لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

مؤرخہ ۳۰ اگست ۱۹۶۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعِیَادَۃِ الْمَرِیْضِ، وَاِتِّبَاعِ الْجَنَازَۃِ وَتَشْمِیْتِ الْعَاطِسِ وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَاِجَابَۃِ الدَّاعِیْ وَاِفْشَاءِ السَّلَامِ، مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ! حضرت براء بن عازب رضؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بیمار کی عیادت کرنے کا ، اور جنازے کے ساتھ جانے کا اور چھینک کا جواب دینے کا اور قسم کھانے والے کی قسم کو پورا کرنے کا ، اور مظلوم کی مدد کرنے کا ، اور بلانے والے کی دعوت کو قبول کرنے کا اور سلام کو رواج دینے کا حکم دیا۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ، وَعِیَادَۃُ الْمَرِیْضِ وَاِتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ، وَاِجَابَۃُ الدَّعْوَۃِ وَتَشْمِیْتُ الْعَاطِسِ

متفق علیہ

ترجمہ! حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں ہیں ——

۱۔ سلام کا جواب دینا
۲۔ مریض کی عیادت کرنا
۳۔ جنازہ کے ساتھ جانا
۴۔ دعوت کو قبول کرنا
۵۔ اور چھینک کا جواب دینا

اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے ذکر کیا ہے ——

وَعَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ "یَا ابْنَ اٰدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ! قَالَ: یَا رَبِّ کَیْفَ اَعُوْدُکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ؟ قَالَ: اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِیْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْہُ! اَمَا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ عُدْتَّہٗ لَوَجَدْتَّنِیْ عِنْدَہٗ؟ یَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَطْعَمْتُکَ فَلَمْ تُطْعِمْنِیْ! قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ اُطْعِمُکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ؟ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّہٗ اسْتَطْعَمَکَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْہُ! اَمَا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ اَطْعَمْتَہٗ لَوَجَدْتَّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ؟ یَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَسْقَیْتُکَ فَلَمْ تَسْقِنِیْ! قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ اَسْقِیْکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ؟ قَالَ اسْتَسْقَاکَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِہٖ! اَمَا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ سَقَیْتَہٗ لَوَجَدْتَّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ! (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ! حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رب العزت قیامت کے روز فرمائے گا ، کہ اے ابن آدم میں بیمار ہوا لیکن تو نے میری عیادت نہ کی ، وہ جواب میں کہے گا اے میرے پروردگار! میں کس طرح تیری عیادت کرتا ، حالانکہ تو رب العالمین۔ خدا فرمائے گا ، کیا تجھ کو معلوم نہیں ، کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا۔ اور تو نے اس کی عیادت نہ کی کیا تجھ کو اس بات کا علم نہیں ، کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا ، تو تو مجھ کو اس کے پاس پاتا ، اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا ، تو نے مجھے کھانا نہ دیا۔ وہ کہے گا اے رب میں تجھ کو کیسے کھلاتا ، حالانکہ تو رب العالمین ہے اللہ فرمائے گا کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندہ نے تجھ سے کھانا طلب کیا ، سو تو نے اُسے کھانا نہیں کھلایا ، کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو یہ چیز تو میرے پاس پاتا (یعنی اس کا ثواب) اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا ، اور تو نے مجھ کو نہیں پلایا۔ وہ کہے گا۔ اے میرے رب! میں تجھ کو کس طریقہ سے پانی پلاتا ، حالانکہ تو رب العالمین ہے ، اللہ فرمائے گا۔ کہ تجھ سے میرے فلاں بندہ نے پانی طلب کیا تو نے اسے پانی نہیں پلایا۔ کیا تو یہ بات نہیں جانتا کہ اگر اس کو پانی پلا دیتا ، تو اس چیز کے (ثواب) کو ہمارے ہاں پاتا (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُوْدُوْا الْمَرِیْضَ ، وَاَطْعِمُوا الْجَائِعَ ، وَفُکُّوا الْعَانِیَ (رواہ البخاری)

(العانی الاسیر)

ترجمہ! حضرت ابو موسےٰ اشعری رضؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مریض کی عیادت کرو ، اور بھوکوں کو کھانا کھلاؤ۔ اور قیدیوں کو رہائی دلاؤ—— (بخاری)

(العانی بمعنے قیدی)

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ لَمْ یَزَلْ فِیْ خُرْفَۃِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی یَرْجِعَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا خُرْفَۃُ الْجَنَّۃِ قَالَ جَنَاھَا (رواہ مسلم)

ترجمہ! حضرت ثوبان رضؓ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان جب

(باقی بر صـ۱۸)

ہفتہ وار
لاہور
خدام الدین
فون نمبر ۶۷۵۴۵
ایڈیٹر: مناظر حسین نظر
سالانہ چندہ ۱۱ روپے
ششماہی ۶ روپے
جلد ۹ | ۳۰ اگست ۱۹۶۳ء | ۳ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ | شمارہ ۱۷

مسئلہ کشمیر اور اس کا حل

(غازی خدا بخش)

مشہور کشمیری رہنما چودھری غلام عباس نے تصفیۂ کشمیر پر اظہار خیالات کرتے ہوئے پاکستان میں مستحکم مخلوط حکومت قائم کرنے کا مشورہ دیا تھا، لاریب مشورہ مفید ہے اس کے دو اجزاء ہیں ایک تو یہ کہ پاکستان میں مستحکم حکومت قائم کی جائے دوسرے مخلوط حکومت ہو۔ استحکام کی بنیاد اتفاق واتحاد پر مبنی ہے۔ عقلی طور پر بھی غور کیا جائے تو جو مضبوطی اور پختگی اجتماعی حرکت پر منتج ہوگی وہ کبھی کسی انفرادی فعل سے معرض وجود میں نہ آئے گی۔

منقول طور پر عرض ہے کہ متعدد مقامات پر اللہ جل شانہٗ نے قرآن حکیم میں اتفاق کی تاکید فرمائی، اور تنازع سے دور رہنے کی تلقین کی ہے بلکہ بزدلی پیدا ہی ہوتی ہے تنازع سے۔

کشمیر کے سلسلے میں آخر پنڈت نہرو کیوں ہٹ دھرمی سے کام لے رہے ہیں اور سر الصاف بھری تجویز کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیتے ہیں محض اس لئے کہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان قوم میں انتشار وتشتت ہے وہ خیال کرتے ہیں کہ ان کی ہوا اکھڑ چکی ہے۔

چودھری صاحب موصوف نے معقول بات کہی کہ پاکستان میں مستحکم حکومت قائم کی جائے۔ اس کا ذہنی انتشار ایک عملی اتحاد میں منتقل ہو۔ واقعی قرآن کی منقول بات یہی ہے کہ انہیں آپس میں جھگڑا نہیں کرنا چاہیئے اس سے بزدلی پیدا ہو جاتی ہے اور ہوا اکھڑ جاتی ہے۔

لیکن ان معقول ومنقول نصائح سے ہم کب مستفید ہو سکتے ہیں۔ جب کہ ان کی تلاوت سے ہمارے اندر قول کی بجائے فعل کی قوت پیدا ہو جائے گفتار کے بجائے کردار کی جانب گامزن ہوں اسی قوت کا نام ایمان ہے جو محض کلام الٰہی کو دلی توجہ اور لگاؤ سے پیدا ہوتی ہے اور بڑھتی ہے۔ یہی جذبہ ساری کی ساری قوم میں آج پھر پیدا ہو سکتا ہے بشرطیکہ لہو ولعب کو ترک کرے اور ہر لمحہ اور ہر آن ایک دوسرے کی پگڑی اچھالنے کے درپے نہ ہو۔

واحد علاج یہی ہے کہ چودھری صاحب کے مشورے کو گوش ہوش سے سنکر قوم میں یک جہتی کی آواز بلند کی جائے اور رحمانی کلام کی ہر بات کو مشعل راہ بنایا جائے۔

"چناں نماند چنیں نیز ہم نخواہد ماند"

اگر ۱۹۴۷ء سا قومی اتحاد نہ رہا تو آج کا انتشار بھی بفضل ایزدی مٹ جائے گا کشمیر کی گزشتہ جنگ کا ہر محاذ ہمارے سامنے ہے جس جس مورچے پر ہم میں اتفاق تھا۔ وہیں فتح ونصرت ہمارے قدم چومتی تھی اس کے برخلاف خاص شہر پونچھ کا واقعہ بھی ہمارے پیش نظر ہے کہ گو رکھے ڈوگرے اور سکھ بھی ہمارے وزیر جنگ سید علی احمد شاہ کی آزاد فوجوں کے کمانڈر انچیف محمد زماں کیانی کے مٹھی بھر آزاد دستے نے گھیرے میں لے رکھے تھے اس محاذ کو اتنا مستحکم کیا کہ دشمن ہتھیار ڈال دینے کی سرگوشیاں کرنے پر اتر آئے لیکن جونہی مسلمان آزاد اور قبائلی دستوں میں نفاق وانشقاق پیدا ہوا ایسی پونچھ خاص کا مورچہ نہ فتح ہوا۔ اور آج تک نہ فتح ہوا یہ ہے۔ ہمارا آنکھ دیکھا نتیجہ تنازع اور نفاق کا۔

واقعی آج بھی کشمیری عوام جنگ چھڑنے کی صورت میں بھارت کو منہ توڑ شکست دینے کی طاقت رکھتے ہیں اور صدر ایوب کا ارشاد بجا ہے "بھارت چینی حملہ کا ہوّا کھڑا کرکے مغربی ملکوں سے وسیع پیمانے پر جو فوجی امداد حاصل کر رہا ہے وہ اسے پاکستان کے خلاف استعمال کرنا چاہتا ہے لیکن اگر اس نے پاکستان پر حملہ کرنے کی حماقت کی تو اسے ایسا دندان شکن جواب دیا جائے گا کہ وہ عمر بھر یاد رکھے گا۔

یہ اس لئے کہ ہم اللہ کے فضل وکرم سے مسلمان ہیں اور خدا کی آخری کتاب پر یقین رکھتے ہیں۔ اور حق الیقین رکھتے ہیں ہم عوام ہیں تو اس نسخے کو بارہا آزما چکے ہیں۔ کاش ہمارے خواص اور بر سر اقتدار خواص بھی اس جذبے سے سرشار ہوں۔ ہم کسی وقت بھی امریکہ یا برطانیہ کی بھارتی امداد کی پرواہ نہیں کرتے ہمیں بھروسہ ہے تو ذات الٰہی پر وہی ہمارے لئے کافی ہے۔ ہمارے بازو میں بظاہر کس بل نہ سہی، لیکن ہماری قوت ایمانی جب بڑھ جاتی ہے اور ہم ہمیشہ کی زندگی سے ہمکنار ہونا چاہتے ہیں۔ تو پھر ہم ہی غالب و فاتح ہوتے ہیں۔ ہمارا ہر دشمن خائب و خاسر نظر آتا ہے یہ کوئی بڑ نہیں یہ حقیقت ہے۔ ہماری سنہری تاریخ اس پر شاہد ہے کہ ہماری اقلیت کس طرح اکثریت کے مقابلے میں۔ کامران وکامیاب ہوتی گئی۔ اس لئے کہ

"شہادت ہے مطلوب ومقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی"

ہماری موت کو موت ہی نہیں کہا گیا وہی ہماری زندگی ہے۔ جو نہیں سمجھتے نہ سمجھیں ان میں سمجھنے کا شعور ہی نہیں۔ سمجھنے والے سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنے مالوں اور جانوں کا جنت کے بدلے ایک سودا کر رکھا ہے۔ امریکہ اور برطانیہ ہمارے اس سودے کو قریب لا رہے ہیں۔ آج سے پندرہ سال.... پہلے روزانہ ملاپ کے ایڈیٹر مہاشہ خوشحال چند نے درست لکھا تھا، کہ کشمیر پر بھارت کا سرمایہ خرچ کرنا بے سود ہے کیونکہ جب کبھی کشمیر پر ہم نے نبرد آزمائی کی، تو مسلمانوں کو ان کا عالم ایک ہاتھ میں قرآن تو دوسرے میں گیتا تھام کر یہ کہے گا کہ مسلمانوں اٹھو کس طرف جانا چاہتے ہو سب نعرۂ تکبیر لگا کر قرآن کا ساتھ دیں گے

بقیہ ۱۹

مجلس ذکر ۲۲ اگست ۱۹۶۳ء جمعرات ۲ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ

راضی برضا

مرتبہ (خالد سلیم)

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی امابعد!

بزرگانِ محترم و معزز حاضرین!

ربیع الاول کے مہینہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کی خوشی میں جلسے ، محفلیں منعقد کی جاتی ہیں۔ آپؐ کے فضائل و کمالات کا ذکر ہوتا ہے لیکن ہماری حالت بدستور پہلے ہی جیسی رہتی ہے ۔ بلکہ روز بروز ہم راہِ اسلام سے دور ہٹتے جا رہے ہیں۔

جس مقصد اور مشن کے لئے حضورؐ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے ، اس کی طرف ہماری توجہ بالکل نہیں ہے ۔ اور اگر کسی کی ہے بھی تو بہت ہی کم ہے صحابہ کرامؓ نے آپؐ کی سیرت کو اپنے ہر شعبۂ حیات میں اپنایا اور حضورؐ پر اپنی جان نچھاور کر دی ، ہر ایک سنت نبویؐ پر عمل پیرا ہوئے ۔

لیکن افسوس صد افسوس ہم مسلمانوں پر حضورؐ کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کا دعوےٰ کرنے والوں پر کہ ہم نے کبھی حضورؐ کی سیرت کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنانے کی کوشش نہیں کی !

حضرات ! دعوےٰ محبت اسی وقت کامیاب ہے ۔ جب ہم محبوب کی ہر ادا پہ مرمٹیں ۔ ورنہ ہم دعوےٰ محبت و عشق میں کھوٹے ہیں ۔

آج میں کچھ فقر کے متعلق عرض کرتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ ـــ فقر میرا فخر ہے ۔

فقر سے یہ مراد نہیں ۔ کہ نہایت تنگدستی اور بری حالت ہو جائے ۔ جس سے کفر کا خطرہ ہو ۔

بلکہ فقر اُسے کہتے ہیں ۔ کہ انسان کو دولت بڑھانے کی فکر نہ ہو ۔ اللہ تعالےٰ کی رضا کے ساتھ راضی رہے اچھا کھانے کو ملے ۔ تب بھی شکر کرے ۔ اگر نہ ملے یا خراب کھانے کو ملے ۔ تب بھی شکر کرے ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرامؓ کی دوڑ دھوپ زراندوزی ، سرمایہ داری اور دولت کے بڑھانے میں نہیں تھی بلکہ مغفرت کے لئے بڑھنے کی تھی قرآن کریم میں آتا ہے ۔

سَابِقُوْا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ الآیۃ

پ ۲۷ س حدید آیت ۲۱

ترجمہ ! اپنے رب کی مغفرت کی طرف دوڑو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

آج ہم اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں ۔ کہ ہمارا کیا حال ہے ۔ آج مسلمان سخت غلطی میں مبتلا ہیں ۔ مسلمان سرمایہ داری میں راحت سمجھتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ میں راتوں رات لکھ پتی بن جاؤں ۔ اس کے لئے وہ ہر جائز و ناجائز کام کرتا ہے اسی وجہ سے ڈکیتی ، سمگلنگ ، رشوت وغیرہ کی کثرت ہے ۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے ۔ کہ ۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۰

ترجمہ ! خبردار دلوں کا اطمینان اللہ کے ذکر کے ساتھ ہے ۔

اگر اس سرمایہ داری اور زرگری میں چین ہوتا ۔ تو فرعون ، قارون کو اللہ غرق نہ کرتے ۔ وہ اسی دولت کی وجہ سے سرکشی میں مبتلا ہو گئے ۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ان کے چین کو ختم کیا ۔ اور ہمیشہ کے لئے عذاب میں مبتلا کر دیا ۔

حضرات ! یاد رکھیں ۔ کہ دلوں کو اطمینان اور سکون بخشنے والی صرف ایک اور صرف ایک ہی چیز ہے وہ ہے اللہ تعالےٰ کی کثرت سے یاد ۔ اللہ تعالےٰ سے تعلق قلبی کا قوی ہونا حضورؐ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا ۔ جتنا کوئی حضورؐ سے محبت کا رشتہ جوڑ کر حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور طریقہ پر عمل کرے گا ، جتنا کسی کا قلبی تعلق اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ زیادہ ہوگا وہ اتنا ہی زیادہ چین و سکون و راحت میں زندگی بسر کرے گا ۔

حضرتؒ کی مثال ایسی ہے ، کہ اللہ تعالیٰ نے واقعی انہیں فقر کی توفیق عطا فرمائی تھی حضرتؒ کو لاہور میں فاقہ کشی کی بھی نوبت آئی ۔ لیکن حضرتؒ نے کبھی کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا ، کسی سے ایک پائی تک قرض نہ مانگا ۔ درس قرآن برابر جاری ، وعظ و نصیحت اور تبلیغ دین میں پھر کوئی کمی نہ تھی ، حضرتؒ سے پڑھنے والوں کو علم ہوا ، کہ حضرت کے گھر بہت تنگدستی ہے ۔ تو انہوں نے آپس ہی میں یہ پروگرام بنایا کہ تنخواہ ملنے پر حضرتؒ کے گھر مہینہ کا راشن بھجوا دیا کریں گے اور اس پر عمل کرنا شروع کر دیا ۔ ایک مہینہ دو مہینے اسی طرح ہوتے رہے ۔ حضرتؒ کو بالکل علم نہ تھا ۔

حضرتؒ نے پتا کیا کہ ہر مہینہ کون راشن بھجواتا ہے ۔ تو کافی کوشش کے بعد پتہ چل گیا ۔ تو آپؒ نے ان لوگوں کو الگ بٹھا کر پوچھا ۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم رضاء الٰہی کے لئے کرتے ہیں ۔ اور اللہ تعالےٰ نے ہمارے دلوں میں ڈالا ہے تو حضرتؒ فرمانے لگے کہ مجھ پر کشادگی کے دن بھی آتے ہیں تنگی کے دن بھی ، مجھے اللہ تعالےٰ کی ذات پر مکمل بھروسہ ہے کہ وہ جہاں سے چاہے رزق بھجوائے گا ۔ اب چونکہ تم نے ہر مہینہ کے شروع میں راشن بھجوانا شروع کر دیا ہے ۔ تو اس سے خطرہ ہے ۔ کہ میرا اللہ کی ذات پر سے بھروسہ ہٹ کر تمہاری تنخواہوں پر ہو جائے اور میں ہر مہینہ سوچنے لگوں کہ اب تنخواہ ملے گی تو راشن آئے گا ۔ میرا معاملہ اللہ کی ذات پہ چھوڑو ۔ کبھی آئندہ نہ بھجوانا ۔ وہ مجھے ۔ ۔ ۔ ۔ جہاں سے چاہے دے ۔ مجھے تو یہ علم نہیں کہ کس حال میں آتا ہے کہاں سے آتا ہے باہر سے آتا ہے یا اندر سے ۔ خط کے ذریعے یا ہاتھ کے ذریعے ۔ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے کہ ۔

وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا الخ الایۃ

میں ہر ایک جاندار کو رزق دوں گا مومن ہو کافر ہو ۔ پانی ہو خشکی ہو ۔ ہوا میں ہو ، زمین پر ہو ، اللہ تعالےٰ ہر ایک کو رزق مہیا کرے گا ۔ کوشش و محنت کرنا انسان پر فرض ہے ۔ آگے کامیابی کا کام اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے صنعت و حرفت ، کھیتی باڑی کی طرف توجہ دلائی ہے ۔ کہ تم یاد الٰہی کے ساتھ

خطبہ جمعہ ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ ۲۳ راگست ۱۹۶۳ء

وارثین جنّت کے اوصاف
اور
دوزخیوں کے دوزخ میں داخلہ کے اسباب

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عُبَیدُاللہِ اَنور مدظلہ العالی

بِسْمِ اللہِ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ امّا بعد!

بزرگانِ محترم!

پچھلے خطبۂ جمعہ میں یہ بات واضح کی گئی تھی کہ مسلمان دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی چاہتا ہے۔ اور غیر مسلم کی نظر فقط اسی دنیا تک محدود رہتی ہے آج کے خطبہ میں یہ بتانا مقصود ہے کہ انسان کی دنیا کی زندگی چند روزہ ہے اور اس لئے دی گئی ہے کہ وہ اس اصل زندگی کے لئے تیاری کرے جو مرنے کے بعد شروع ہوگی۔ اور جس سے کسی بھی شخص کو مفر نہیں ——

ہر ذی شعور انسان اس حقیقت سے واقف ہے کہ دنیا ایک امتحان گاہ ہے جس میں انسان کے لئے مفید اور مضر دونوں قسم کی چیزوں کو ملا جلا کر پھیلا دیا گیا ہے اور رسولوں کے ذریعہ یہ حقیقت واضح کر دی گئی ہے کہ اس دنیا کی زندگی کو اپنی اصلی زندگی ہرگز نہ سمجھنا اور نہ ہی اس کو اپنا مقصدِ اصلی قرار دینا —— یہ دنیوی زندگی اصلی زندگی کا فقط ایک عجیب و غریب عکس ہے۔ اور یہاں عاقبت نا اندیشوں کو وہی چیزیں دلکش اور دلفریب نظر آتی ہیں جن کی صورت اصلی زندگی میں اضطراب، بے چینی، سانپ بچھو اور آگ کے سوا کچھ نہیں۔ جو شخص یہاں انہی چیزوں کے پیچھے پڑے گا اسے یہ چیزیں اپنی دلکش اور مصنوعی دنیوی صورت میں ضرور مل جائیں گی اور وہ ان سے ممکن حد تک فائدہ بھی اٹھائے گا۔ لیکن مرتے ہی یہ چیزیں اپنی اصلی شکل میں بدل جائیں گی اور وہ دیکھے گا کہ یہ تو آگ کے ایک انبار کی صورت میں سامنے جلوہ گر ہیں جس میں سوائے جلانے اور دکھ دینے کے اور کوئی صفت ہے ہی نہیں۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ اس دنیا کے نیک اعمال وہاں نیک شکل میں سامنے آئیں گے اور یہاں کی بداعمالیاں وہاں خوفناک اور گھناؤنی صورت میں نمودار ہوں گی۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ بخیل کا خزانہ اس اصل زندگی میں گنجے سانپ کی شکل اختیار کرے گا اور بخیل کو مسلسل ڈستا رہے گا اور ساتھ ساتھ یہ کہتا جائے گا۔

اَنَا کَنْزُکَ اَنَا مَالُکَ

میں تیرا خزانہ ہوں، میں تیرا مال ہوں

چنانچہ جو شخص اس دنیا میں قرآن اور پیغمبر آخر الزماں علیہ السلام کا کہا مان کر ان چیزوں کی اصلیت پہچان لے گا، لذائذ دنیوی اور خواہشاتِ نفسانی کے فریب کو سمجھ کر ان سے بچ جائے گا، دل کو ان کی طرف مائل ہونے سے روک سکے گا۔ اور ان چیزوں سے دل لگائے گا۔ جو یہاں زبانِ شریعت میں پرہیزگاری تقویٰ اور ایمان و اسلام کے نام سے موسوم ہیں تو وہاں یہ عیش و آرام کی شکل میں نمایاں ہوں گی اور اس طرح یہ شخص امتحان میں کامیاب ہوگا اور اس کی اصلی زندگی سنور جائے گی۔

کامیابی کا معیار

ایک اور بات جو واضح کر دینا نہایت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ تقویٰ، پرہیزگاری اور خواہشوں کی روک تھام بہر حال بہت ہی اچھی چیزیں ہیں لیکن آخرت کی زندگی میں ان کا نفع بھی فقط اسی صورت میں ظاہر ہوگا جب ان کو خالص اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے اختیار کیا جائے گا اگر اس کے سوا کوئی اور غرض ہوگی تو یہ چیزیں آخرت میں کسی کام نہ آئیں گی —— وہاں کامیابی کا معیار فقط یہ ہوگا کہ کسی شخص نے اچھے کام فقط اللہ کے واسطے کتنے کئے ہیں۔ جو نیک کام کسی اور غرض سے کئے ہونگے۔ ان کا فائدہ دنیا ہی میں جتنا مقدر ہوگا مل جائے گا اور آخرت میں وہ کچھ کام نہ آئیں گے ایسے لوگوں سے کہہ دیا جائے کہ جس غرض کے لئے تم متقی بنے تھے وہ تو دنیا ہی میں پوری کر دی گئی اب یہاں تمہارے لئے کچھ نہیں البتہ اس تقویٰ کی شکل جو تم نے دنیا کے لئے رضائے الٰہی سے بے نیاز ہو کر اختیار کیا تھا یہاں آگ ہے۔ چنانچہ انہیں آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

جنتی یا جہنمی کون ہے

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جنتی اور جہنمی آخرت کو تیار نہیں کئے جائیں گے اسی زندگی میں تیار ہوں گے اور ہر روز ہر آن تیار ہو رہے ہیں۔ وہاں تو فقط چھانٹ ہوگی اگر جنتی یا جہنمی کی شناخت کرنی ہو تو ہمیں قرآن و سنت کے شیشہ میں اپنی یا دوسرے کی شکل دیکھ کر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کون جنتی ہے اور کون جہنمی؟

وارثین جنّت کے اوصاف

ارشاد ربانی ہے:۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّکٰوۃِ فَاعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰۤی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (پ ۱۸) المومنون

ترجمہ: بے شک ایمان والے کامیاب ہو گئے۔ جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں۔ اور جو بے ہودہ کاموں (ٹاکیز، سینما رسومات غیر اسلامی، لہو و لعب وغیرہ) سے منہ موڑنے والے ہیں۔ اور جو اپنی کمائی سے مستحقین کو حصہ، زکوٰۃ دینے والے ہیں۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں مگر اپنی بیویوں اور لونڈیوں پر اس لئے کہ ان میں کوئی الزام نہیں۔ پس

جو شخص اس کے علاوہ طلبگار ہو تو وہی حد سے نکلنے والے ہیں ــــ اور جو اپنی امانتوں^۵ اور وعدوں^٦ کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت^ے کرتے ہیں وہی وارث ہیں جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے ــــ

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

خشوع کے معنی ہیں کسی کے سامنے خوف و ہیبت کے ساتھ ساکن اور پست ہونا چنانچہ ابن عباسؓ نے خاشعون کی تفسیر " خائفون ساکنون " سے کی ہے۔ اور آیت "

تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَا اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ بھی دلالت کرتی ہے کہ " خشوع " میں ایک طرح کا سکون وتذلل معتبر ہے قرآن کریم میں خشوع کو وجوہ الابصار، اصوات وغیرہ کی صفت قرار دیا ہے۔ اور ایک جگہ آیت

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ میں قلب کی صفت بتلائی ہے۔ معلوم ہوتا ہے اصل خشوع قلب کا ہے۔ اور اعضائے بدن کا خشوع اس کے تابع ہے۔ جب نماز میں قلب خاشع وخائف اور ساکن ولیت ہوگا تو خیالات ادھر ادھر بھٹکتے نہیں پھریں گے۔ ایک ہی مقصود پر جم جائیں گے پھر خوف وہیبت اور سکون و خضوع کے آثار بدن پر بھی ظاہر ہوں گے۔ مثلاً بازو اور سر جھکانا، نگاہ پست رکھنا، ادب سے دست بستہ کھڑا ہونا، ادھر اُدھر نہ تاکنا، کپڑے یا داڑھی وغیرہ سے نہ کھیلنا، انگلیاں نہ چٹخانا اور اسی قسم کے بہت احوال وافعال لوازم خشوع میں سے ہیں۔ احادیث میں حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نماز میں ایسے ساکن ہوتے تھے کہ جیسے ایک بے جان لکڑی اور کہا جاتا تھا کہ یہ نماز کا خشوع ہے فقہا کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا نماز بدوں خشوع کے صحیح ومقبول ہوتی ہے یا نہیں صاحب روح المعانی نے لکھا ہے کہ خشوع اجزائے صلوٰۃ کے لئے شرط نہیں ہاں قبول صلوٰۃ کے لئے شرط ہے میرے نزدیک یوں کہنا بہتر ہوگا کہ حسن قبول کے لئے شرط ہے، واللہ اعلم، یہاں تفصیل کا موقعہ نہیں بہرحال انتہائی فلاح اور اعلیٰ کامیابی اُن ہی مومنین کو حاصل ہوگی جو خشوع وخضوع کے ساتھ نمازیں ادا کرتے ہیں اور ان اوصاف سے موصوف ہیں جو آگے بیان کئے گئے ہیں

(٢) یعنی (وہ لوگ)، جو فضول وبیکار شغلوں میں وقت ضائع نہیں کرتے، کوئی دوسرا شخص لغو اور نکمی بات کہے تو ادھر سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ اُن کو وظائف عبودیت سے اتنی فرصت ہی نہیں ہوتی کہ ایسے بے فائدہ جھگڑوں میں اپنے کو پھنسائیں ع

چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خو
چو بگذشت بر عارف جنگ جو
گر ایں مدعی دوست بشناختے
بہ پیکار دشمن نہ پرداختے

٣۔ یعنی ان کی عادت ہے کہ ہمیشہ زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں۔ ایسا نہیں کہ کبھی دی کبھی نہ دی۔ غالباً اسی لئے "یؤتون الزکوٰۃ" کی "للزکوٰۃ فاعلون" کی ترکیب اختیار فرمائی گویا بتا دیا کہ زکوٰۃ ادا کرنا اُن کا مستمر (ہمیشہ کا) کام ہے۔ بعض مفسرین نے یہاں زکوٰۃ کو "طہارت" پاکیزگی، یا تزکیہ نفس کے معنی میں لیا ہے۔ گویا آیت حاضرہ کو قد افلح من تزکّٰی اور قد افلح من زکّٰھا کے مشابہ قرار دیا ہے اگر یہ مفہوم ہو تو اس کے مفہوم کو عام رکھا جائے جس میں بدن کا، دل کا اور مال کا پاک رکھنا سب داخل ہو۔ زکوٰۃ وصدقات بھی ایک قسم کی مالی تطہیر ہے ــــ

٤۔ یعنی اپنی منکوحہ عورت یا باندی کے سوا کوئی اور راستہ قضائے شہوت کا ڈھونڈ وہ حلال کی حد سے آگے نکل جانے والا ہے اس میں زنا، لواطت اور استمنا بالید وغیرہ سب صورتیں آگئیں بلکہ بعض مفسرین نے حرمت متعہ پر بھی اس سے استدلال کیا ہے۔

۵، ٦ یعنی امانت اور قول وقرار کی حفاظت کرتے ہیں۔ خیانت اور بدعہدی نہیں کرتے، نہ اللہ کے معاملہ میں نہ بندوں کے۔ ے۔ نمازیں اپنے اوقات پر آداب وحقوق کی رعایت کے ساتھ ادا کرتے ہیں بندوں کے معاملات میں پڑ کر عبادتِ الٰہی سے غافل نہیں ہوتے ــــ

حاصل

مومنین مفلحین اور وارثین جنت کے سات اوصاف ہیں :۔

(١) خشوع وخضوع سے نمازیں پڑھنا یعنی بدن اور دل سے اللہ کی طرف جھکنا اور اُس کے حضور عاجزی کرنا

(٢) باطل لغو اور نکمی باتوں سے علیحدہ رہنا ــــ

٣۔ زکوٰۃ یعنی مالی حقوق ادا کرنا، اپنے بدن، نفس اور مال کو پاک رکھنا

(٤) شہواتِ نفسانی کو قابو میں رکھنا

(۵) امانتوں میں خیانت نہ کرنا

(٦) وعدوں کا ایفا کرنا اور معاملات کو درست رکھنا

(٧) نمازوں کی پوری طرح حفاظت کرنا کہ اپنے وقت پر آداب وشروط کی رعایت کے ساتھ ادا ہوں۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نماز کا حق تعالیٰ شانہٗ کے یہاں کیا درجہ ہے اور کس قدر مہتم بالشان چیز ہے کہ اس سے شروع کرکے اسی پر ختم فرمایا۔

محترم حضرات!

آیئے! خود کو بھی اور دوسروں کو بھی اس کسوٹی پر کس کر دیکھیں اگر یہ صفات کسی شخص میں پائی جائیں تو اس شخص کے جنتی ہونے کا اندازہ کیا جائے گا اور وہ جنتیوں کے اوصاف سے متصف کہلائے گا ــــ لیکن اگر کوئی شخص نماز ایک نہ پڑھے زکوٰۃ باوجود فرض ہونے کے کبھی ادا نہ کرے مال کو بے جا صرف کرے، اکثر اوقات لغو اور بیہودہ باتوں میں مصروف رہے وعدہ کبھی وفا نہ کرے، عصمت کی حفاظت کو ضروری نہ سمجھے اور امانت میں خیانت کرنے والا ہو تو پھر سوچ لے کہ کہاں جانے کی تیاری ہو رہی ہے۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ ہمیں اور ہماری جماعت کے تمام مرد وزن کو اپنے اندر جنتیوں کے اوصاف پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے والے اور جنتیوں کے اوصاف حمیدہ

قرآن عزیز میں ایک دوسرے مقام پر جنتیوں کے اوصافِ حمیدہ یوں بیان کئے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ یہ لوگ عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے والے ہیں۔ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَائِمُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ فِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِشَهٰدٰتِهِمْ

شراب نوشی اور اسلام

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مفتی اکوڑہ خٹک سے پشاور

(قسط نمبر ۵)

یہ بہیمانہ قتل کیوں؟ اور اس کے ذمہ دار کون ہیں؟

آپ نے دیکھا کہ یہ مظلوم بچے کیسی بیدردی اور بے رحمی سے ایک ایسے باپ کے ہاتھوں قتل ہوئے جس کا دل ان پر موم سے بھی زیادہ نرم تھا۔ اور ان کی راحت و آرام کے لئے وہ اپنی ہر قسم کی راحت کو ہمیشہ خیرباد کہنے کے لئے تیار تھا۔ مگر شراب ہی نے اسے پتھر سے بھی زیادہ سخت بنا دیا۔ اور ایک سنگدل قصاب کی طرح انہیں اپنے ہاتھوں موت کی نیند سلا دیا

آہ! معصوم بچو! تم دونوں اس کے جگر گوشے نہیں تھے؟ تمہاری چیخ و پکار نے کیوں اس کے دل پر اثر نہ کیا؟ کیا کوئی باپ تھا یا جنگل کا کوئی درندہ شیر؟۔ نہ معلوم تمہاری سعید روحوں پر کیا کچھ گزرا ہوگا؟ اور وہ کیا چیز تھی جس نے تمہارے نرم دل باپ کے دل کو تم پر پتھر سے زیادہ سخت کر دیا تھا اور ایک جنگلی درندہ کی شکل میں تمہارے سامنے نمودار ہو گیا۔؟ آخر تم نے کیا جرم کیا تھا؟ جس کے بدلے میں تمہیں اتنی سنگین سزائیں مل گئیں۔ اور نہایت بے رحمی سے تمہارے دونوں کے سر کو بدنوں سے کاٹ کر الگ کر دیئے گئے، اور تمہاری لاشوں کی اس قدر بے حرمتی کی گئی؟ آپ کیا جانتے ہیں۔ کہ جو ظلم تم پر ڈھایا گیا ہے۔ اس کا ذمہ دار کون ہے۔ آیا تمہارا باپ اکیلا اس جرم کا ذمہ دار ہے۔ یا معاشرہ۔ اور حکومت بھی اس کے ساتھ اس جرم میں برابر کے شریک ہیں؟ آپ کی سعید روحیں تو فی حواصل طیور خضر کی شکل میں جنت کے باغیچوں میں جہاں چاہیں سیر و تفریح کرنے میں مشغول ہوں گی۔ آپ کے قضیہ سے متعلقہ سوالات کے جوابات کا آپ سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے جوابات ہمارے ذمہ ہیں۔ اور ہم ہی انہیں حاضر کئے دیتے ہیں۔

باپ، معاشرہ اور حکومت وقت تینوں اس ظلم کے ذمہ دار ہیں

باپ کی ذمہ داری | جس ظالمانہ اور سفاکانہ طریقہ سے یہ بچے قتل کئے گئے ہیں۔ اس کی ذمہ داری میں ان کا باپ، معاشرہ، اور حکومت وقت تینوں برابر کے شریک ہیں۔ اگرچہ جرم کی نوعیت میں فرق ضرور ہے۔ مگر اصل ذمہ داری سے کوئی بھی ان تینوں میں سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔ باپ کی ذمہ داری اس لئے ہے۔ کہ وہ براہ راست ان دونوں کا قاتل ہے۔ اور قرآن کہتا ہے کہ:۔ قاتل باپ سے اپنے معصوم بچوں کے قتل کے بارے میں باز پرس ضرور کی جائے گی۔ ارشاد خداوندی ہے:۔

وَاِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۔

"اور جبکہ اس لڑکی کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ جو زندہ درگور کی جا چکی ہو۔ کہ یہ کس جرم کے بدلے میں قتل کی جا چکی ہے"۔ پس اس لئے اس قتل کا وبال باپ کے ذمہ عائد ہوگا۔ اور اس کی سزا کل اسی کو بھگتنی پڑے گی۔

۲ معاشرے کی ذمہ داری

باپ کی طرح معاشرہ بھی اس قتل کی سزا سے بچ نہیں سکتا۔ کیونکہ شراب نوشی جیسی بری عادتیں جو افراد کے اندر پیدا ہوتی ہیں۔ یہ سب معاشرے کی خاموشی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اگر معاشرہ اس قسم کے جرائم کا علانیہ ارتکاب دیکھ کر پہلے سے خاموش نہ رہتا۔ بلکہ نہی عن المنکر کا انتظام کیا ہوا ہوتا۔ تو ایسے جرائم کبھی وقوع پذیر نہ ہوتے معلوم ہوتا ہے کہ جس معاشرے میں یہ قاتل باپ رہتا تھا اس میں نہ نہی عن المنکر کا کوئی انتظام موجود تھا۔ اور نہ معاشرے کی طرف سے شراب نوشی اور دوسری نشہ آور اشیاء کے استعمال پر کوئی کنٹرول قائم کیا گیا تھا۔ بلکہ آزادانہ طریقہ سے اس میں شراب کا استعمال جاری تھا اور اس پر کوئی پابندی عائد نہیں تھی۔ اس لئے باپ کے ہاتھوں قتل کا یہ جانکاہ واقعہ پیش آیا۔ کیا ایسا معاشرہ اس قسم کے جرائم کی سزایابی سے بری الذمہ قرار دیا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ایسے معاشرے پر خدا کی طرف سے لعنتیں برس رہی ہیں۔ جس میں نہی عن المنکر اور فواحش و منکرات کی روک تھام کے لئے کوئی انتظام موجود نہ ہو۔ قرآن کریم نے آج سے چودہ ۱۴۰۰ سو برس پہلے اس حقیقت کا اعلان کیا ہے۔ کہ پچھلی امتوں میں بعض امتیں اس لئے لعنت زدہ ہو چکی تھیں کہ انہوں نے منکرات و فواحش کے انسداد کے لئے کوئی انتظام نہیں کیا تھا اور نہ ہی اخلاقی جرائم کے آزادانہ ارتکاب کو روکنے کے لئے کوئی قدم اٹھایا تھا۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام کی زبانیں ان کے خلاف بددعا پر آمادہ ہوئیں۔ اور بالآخر وہ امتیں ملعون قرار پائیں۔

لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داود و عیسی بن مریم ذلک بما عصوا و کانوا یعتدون۔ کانوا لا یتناھون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یصنعون ۵

"کفار بنی اسرائیل حضرت داؤد اور حضرت عیسٰے علیہما السلام کی بددعا سے اس لئے لعنت زدہ ہو گئے تھے کہ وہ قانون الٰہی کے نافرمان اور سرکش بنے ہوئے تھے اور ایک دوسرے کو منکرات اور برے کاموں سے نہیں روکتے تھے۔ ان کا یہ طرز عمل بہت برا تھا"۔

اس تاریخی حقیقت کے اظہار نے یہ بات اچھی طرح واضح کر دی کہ جو معاشرہ قانون الٰہی کی بغاوت اور نافرمانی پر اُتر آئے اور علانیہ حدود اللہ کو پامال ہوتے دیکھ کر خاموش رہے۔ اس پر خدا کی لعنت اور پھٹکار ہوتی ہے۔ اور اپنے لئے ایسا معاشرہ تباہی اور بربادی کا سامان مہیا کر رہا ہے۔ لہٰذا یہ ماننا پڑے گا۔ کہ جس طرح باپ ان بچوں کے قتل ناحق کا ذمہ دار ہے۔ اسی طرح وہ معاشرہ بھی مواخذے اور باز پرس کے لحاظ سے ان کے قتل کا ذمہ دار ہوگا جس میں ان کا باپ رہ کر آزادی کے ساتھ شراب اور دوسری نشہ آور اشیاء کا استعمال کرتا رہا۔ اور کسی نے بھی اس کا ہاتھ پکڑ کر نہ روکا جس کے نتیجہ میں یہ ظالمانہ قتل ظہور پذیر ہو گیا۔

۳ حکومت وقت کی ذمہ داری

حکومت وقت بھی باپ اور معاشرہ کی طرح ان کے اس بہیمانہ قتل کی ذمہ دار ہوگی اس کی وجہ یہ ہے کہ فواحش و منکرات کے انسداد کی ذمہ داری سب سے پہلے حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ اگر حکومت وقت اس قسم کے جرائم کی روک تھام کے لئے مقدور بھر کوششیں

نہ کرے۔ اور قانون کے ذریعہ سے ان کا قلع قمع نہ کرے۔ بلکہ غفلت سے کام لے۔ تو نتائج کی ذمہ داری سے ایسی حکومت کبھی بری الذمہ نہیں ہوسکتی۔ جس کی حدود مملکت اور دائرہ اقتدار میں یہ جرائم فروغ پاتے ہیں یا ان کا علانیہ ارتکاب کیا جا رہا ہے۔ قرآن و حدیث سے اس دعویٰ کے ثبوت کے لئے درج ذیل دلائل پیش کئے جا سکتے ہیں۔

دلیل اول: قرآن کریم میں صریح طور پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ پوری امت مسلمہ پر عائد کیا گیا ہے۔ اور اس کی ادائیگی ایمان کی نشانی قرار دی گئی ہے۔ بلکہ "خَیْرَ اُمَّۃٍ" ہونے کا اصل معیار یہ بتایا گیا ہے کہ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔ ایک دوسرے مقام پر فرمایا گیا ہے۔ کہ مومن مخلص۔ اور منافق کی پہچان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے ہوگی۔ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ — "ایماندار وہ لوگ ہوں گے جو بھلائیوں کا حکم دیں گے اور برائیوں سے لوگوں کو روکیں گے"۔ اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے شریعت نے دو طریقے مقرر کئے ہیں ایک زبانی۔ اور دوسرا عملی۔ زبانی طریقہ سے نہی عن المنکر کا فریضہ علماء و مشائخ کے ذمہ عائد کیا گیا ہے، جس کی طرف درج ذیل آیت میں اشارہ پایا جاتا ہے:۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

تم میں سے ایک گروہ ضرور ایسا ہونا چاہیئے جو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائیوں کا حکم دیں اور برائیوں کو مٹانے کے لئے لوگوں کو ان سے روکیں"۔ یہ گروہ علماء و مشائخ ہی کا گروہ ہو سکتا ہے۔

اور عملی طریقہ سے فریضہ نہی عن المنکر کی ادائیگی حکام اور اولو الامر کے ذمہ لازم کر دی گئی ہے کیونکہ اقتدار اور حکومت خدا کی ایک امانت ہے۔ جو صرف اس غرض کے لئے کسی کو سپرد کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنے تمام ذرائع اور وسائل سے کام لے کر بھلائیوں کو فروغ دیں۔ اور برائیوں کو مٹائیں۔ اور معاشرے کو ہر قسم کے جرائم سے پاک رکھنے کے لئے مفید تدابیر اختیار کریں۔ ارشاد ربانی ہے۔

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ الآیۃ (الحج) "وہ لوگ جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں۔ تو وہ نمازیں قائم کریں گے۔ زکوٰۃ ادا کریں گے۔ بھلائیوں کا حکم دیں گے۔ اور برائیوں سے روکیں گے"۔

اس آیت سے صراحتاً یہ معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے جن لوگوں کو اقتدار اور حکومت مل جاتی ہے۔ ان کے ذمہ اولین فرض یہ عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ نہ صرف خود عملاً قانون کے پابند رہیں گے۔ بلکہ یہ بھی ان کے فرائض میں داخل ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ سے اصلاح معاشرہ بھی کرتے رہیں۔ ورنہ ان کے متعلق یہ سمجھا جائے گا۔ کہ وہ اس منصب اقتدار، اور حکومت کی امانت سپرد کرنے کے لئے اہل نہیں ہیں۔ نیز فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کے لئے وہ خدا کی عدالت میں ضرور جواب دہ ہوں گے اور سزا کے لئے بھی مستحق رہیں گے۔ لَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ الآیۃ

دلیل ۲ دوم:۔

حکومت کے ذمہ اصلاح معاشرے کی ذمہ داری عائد ہونے کے لئے دوسری قرآنی دلیل یہ ہے:۔

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ... فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا الآیۃ

"جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ تو پہلے اس کے مترفین (خوشحال لوگوں) کو احکام بھیج دیتے ہیں۔ پھر وہ اس میں نافرمانی شروع کرتے ہیں۔ تو ہمارے عذاب کا فیصلہ اس پر نافذ ہو چکتا ہے۔ پھر اُسے ہم تباہ کر کے چھوڑتے ہیں"۔

اس آیت میں قوموں کی تباہی کے لئے اصل علت "مترفین" کی نافرمانی بیان کی گئی ہے۔ جن سے ارباب حکومت، اور اہل ثروت ہی مراد ہو سکتے ہیں۔ تو اگر ان پر خود قانون الٰہی کے پابند رہنے کے ساتھ ساتھ تطہیر معاشرے کا فرض عائد نہ کیا گیا ہوتا۔ تو ان کی خصوصی نافرمانی سے عام لوگ ہلاک نہ کئے جاتے کیونکہ نزول عذاب کے متعلق یہ امر بجائے خود مسلم یہ ہے کہ:۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ:۔

"خدا خواص کی نافرمانی سے عام لوگوں کو ہلاک نہیں کرتا۔" بلکہ وہ اس وقت عذاب عام نازل فرما دیتا ہے۔ جبکہ علانیہ فواحش کا ارتکاب شروع ہو جائے اور با اقتدار لوگ اس پر خاموشی اختیار کریں:۔

حَتّٰى اِذَا رَاَوُا الْمُنْكَرَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ وَهُمْ قَادِرُوْنَ عَلٰى اَنْ يُّنْكِرُوْهُ فَلَمْ يُنْكِرُوْهُ وَهُمْ عَذَّبَ اللّٰهُ الْعَامَّةَ وَالْخَاصَّةَ (الحدیث)

اس بنا پر ماننا پڑتا ہے۔ کہ چونکہ مترفین کے ذمہ تطہیر معاشرے کا فرض بھی عاید کیا گیا ہے اور وہ اُسے بخوبی نہیں دیتے۔ بلکہ اس سے مجرمانہ غفلت اختیار کرتے ہیں۔ اس لئے عام طبیعتیں بھی اس مسلم قانون کے تحت کہ:۔

اَلنَّاسُ عَلٰى دِيْنِ مُلُوْكِهِمْ

فسق و فجور کی طرف مائل ہو جاتی ہیں۔ اور معاشرہ پورا کا پورا قانون الٰہی سے باغی بن جاتا ہے۔ اس بنا پر عام و خاص اور ارباب حکومت سب کے سب عذاب الٰہی کی گرفت میں آ کر تباہ ہو جاتے ہیں۔

دلیل سوم:۔

قرآن کریم کے بعد حضورؐ کے ارشادات پر جب ہم غور کرتے ہیں۔ تو ان میں بھی صاف طور پر یہ بات واضح کر دی گئی ہے۔ کہ اصلاح معاشرے کا فرض حکومت کے ذمہ عائد ہو جاتا ہے۔ اور عدم ادائیگی کی صورت میں ارباب حکومت خدا کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔ توضیح کی غرض سے جو درج ذیل چند احادیث کو ملاحظہ فرمائیں۔ جن میں ارباب حکومت کی ذمہ داریوں کو پوری طرح واضح کیا جا چکا ہے اور جو موجودہ دور کے مسلمان حکمرانوں کے لئے مشعل راہ کا کام دیتے ہیں۔

(حدیث ۱)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ فَالْاِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ (الحدیث) (بخاری و مسلم)

عبد اللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی رعیت کے لئے نگران اور نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت . . . . کے بارے میں باز پرس کی جائے گی بادشاہ لوگوں پر نگران ہے۔ اور اس سے رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا"۔

(حدیث ۲)

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ وَالٍ يَّلِيْ رَعِيَّةً مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَّهُمْ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ (بخاریؒ و مسلمؒ)

"معقل بن یسارؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ جو شخص مسلمان رعیت کا والی بنے پھر ایسی حالت میں وہ مر جائے کہ رعیت کے ساتھ اس نے خیانت کا برتاؤ کیا ہو۔ تو اللہ تعالےٰ، تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کرے گا"۔ باقی بر صـ۱۲

مجلسِ ذکر منعقدہ جامع مسجد قاضی نظام الدین ڈانگورہ محلہ امام باڑہ راولپنڈی بروز جمعہ مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۶۳ء

مبارک ہیں وہ لوگ جو اللہ کے دربار میں آئے ہیں

از جانشینِ شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

مرتبہ: محمد عثمان غنی، بی اے واہ کینٹ

بزرگانِ محترم!

ابھی ابھی لاہور سے بذریعہ ریل کار پہنچے ہیں اور نمازِ عشاء کے بعد کافی وقت گزر چکا ہے۔ لمبی تقریر کرنے کا نہ ارادہ ہے، نہ سکت، اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اللہ نے دولت ایمان سے مالا مال کیا اور اپنے دروازے پر بلایا ؎

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی
منت ازو شناس بخدمت گزاشتت

ہمیں اس پر گھمنڈ نہ ہونا چاہیئے کہ ہم نے ذکر کیا۔ یہ اللہ کی کرم نوازی ہے۔ ہمارے کئی بھائی ہیں۔ جو گپیں ہانک رہے ہیں ــ کئی بھائی حسینؓ حسینؓ کر کے دین پر احسان کر رہے ہیں۔ ہمیں ان کی غلط روش سے نفرت ہونی چاہیئے۔ اور محبت سے سمجھانا چاہیے۔ اگر ہم ان کی جان کے دشمن ہو جائیں تو پھر اچھا کام نہیں ہے۔ وہ تو خود بھی اپنے مخالفین کی جانوں کے دشمن ہیں۔ اگر ہم بھی ایسا کرنے لگے تو پھر ہم بھی اسی برائی میں ملوث ہو گئے جیسا کہ آج کل اہل حق کو طرح طرح کے طعنے دیئے جاتے ہیں۔ حالانکہ حدیث شریف میں آتا ہے ــ

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن (کامل) نہیں ہو سکتا۔ جب تک میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اس کی اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

یہ اللہ کا فضل ہے۔ جس کو چاہتا ہے اپنے دروازے پر بلاتا ہے جس کو چاہے دور ہٹا دیتا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے دولت ایمان سے مشرف فرمایا۔ اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ اگر ہمارے بھائی ہمارے متعلق غلط رائے رکھتے ہیں تو ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اپنے سچے دین پر عمل پیرا ہو کر ان کو عملی ثبوت مہیا کریں ان کو اگر نیکی کی توفیق ہوتی تو انہیں مساجد آباد کرنے کا شوق ہوتا۔ جن کو وہابی اور اولیاء اللہ کا دشمن کہا جاتا ہے وہ سب سے زیادہ اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ مساجد آباد کرتے ہیں اور قرآن و سنت کی خدمت کرتے ہیں ــ۔

حضرت رحمۃ اللہ فرمایا کرتے تھے بعض لوگوں کے منہ میں شیطان نے "وہابی" کا لفظ دے رکھا ہے۔ جب طبیعت کے خلاف کچھ دیکھا تو وہابی کا فتویٰ لگا دیا۔ اسی طرح بعض کے منہ پر "بدعت" کا لفظ ہے اپنی خواہش کے خلاف جو بات دیکھی بدعت کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ یہ غلط طریقہ ہے۔ جب تک ہم اچھی طرح تحقیق نہ کر لیں اس قسم کی حرکت نہ کرنی چاہیئے مومن سے مومن کو حسنِ ظن رکھنا چاہیئے ــ

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جہاں شیطان کو جوتے پڑتے تھے۔ اس بزرگ کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد شیطان وہیں بیر لیتا ہے۔ چنانچہ اُن کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ جب تک وہ زندہ رہے اور چالیس پینتالیس سال قرآن سناتے رہے تو وہابی وہابی کہہ کر بدنام کرتے رہے اور جب وہ دنیا سے رخصت ہوئے تو اُن کی قبر کی مٹی بھی نہ چھوڑی خلیفہ چنن دین کالا پہلوان کا والد جس کا لاہور میں شیر پنجاب ہوٹل ہے اور اس کو شیر پنجاب کا خطاب بھی ملا ہوا ہے وہ پرلے درجے کا گمراہ تھا۔ اور حضرتؒ کا دشمن تھا۔ مخالفوں نے اس کو یہ کہہ کر گرما رکھا تھا کہ "احمد علیؒ" حضورؐ کا گستاخ ہے وہ ایک روز بُری نیت سے آیا۔ اُس نے جب حضرتؒ کا درس... سُنا تو گرویدہ ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی نہ کوئی نماز اور نہ درسِ قرآن قضا ہوا اور وہ مومن ہو کر دنیا سے رخصت ہوا۔ مرنے سے پہلے اُس نے وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ حضرت حضرت مولانا احمد علی پڑھائیں اور اگر وہ نہ ہوں تو مولوی عبید اللہ انور پڑھائیں۔ چنانچہ جب حضرتؒ کو بلانے آئے تو وہ بیمار تھے لہٰذا مجھے حکم دیا کہ تم جاؤ اور نماز جنازہ پڑھا آؤ۔ لاہور اور دوسرے شہروں کے اکثر پہلوان جنازہ میں آئے ہوئے تھے۔ میں نے نماز جنازہ پڑھانے سے قبل اعلان کر دیا کہ ہم خلافِ سنت کوئی کام نہیں کرتے اس لئے سنت کے مطابق نماز جنازہ پڑھائیں گے اور کوئی رسم خلافِ شرع برداشت نہ کریں گے۔ برادری والے کانا پھوسی کرنے لگے کہ یہ تو وہابی مولوی ہے آخر مرحوم کے بیٹے نے بلند آواز سے اعلان کیا کہ جنازہ میرے باپ کا ہے اور یہی مولوی صاحب پڑھائیں گے۔ جس نے پڑھنا ہے پڑھے جس نے نہیں پڑھنا چلا جائے۔ اس کے بعد خاموشی چھا گئی اور میں نے جنازہ پڑھایا الحمد للہ حضرت کا جاری کیا ہوا درس اب تک جاری ہے اور ناغہ نہیں ہوتا۔ حضرتؒ کو درس کا اس قدر خیال ہوتا کہ جب بھی حج یا عمرہ پر تشریف لے جاتے تو کسی نہ کسی کو قائم مقام بنا جاتے۔ حتیٰ کہ وفات کے پہلے آٹھ دنوں میں بار بار درس کی تاکید فرماتے رہے۔ ایک روز فرمایا میں مر جاؤں تو بھی ناغہ نہ ہو۔ جمعہ کے دن ہی حضرتؒ نے وفات پائی اور آخری وقت تک درس کی فکر رہی، فرمایا کہ انور کہاں ہے ــ

اماں جان نے فرمایا کہ یہ آپ کو دبا رہا ہے۔ فرمایا اس سے کہو کہ جا کر درس دے آئے اماں جان نے عرض کیا کہ اس وقت شام کا وقت ہے۔ درس صبح جا کر دے گا۔ چنانچہ حضرتؒ کے حکم کے مطابق اُن کی وفات کے بعد ہفتہ کی صبح کو میں نے درس دیا اور بعد میں دفن وغیرہ کی تجاویز کیں۔ جن لوگوں نے قرآن کی خدمت کی، ان کے بارے میں یہ الزام لگانا کہ یہ وہابی ہیں کہاں کا انصاف ہے۔ ہمارا طریقہ سنت نبویؐ کا ہے اور اپنے طریقہ سے ہمیں الفت ہے۔ گھمنڈ نہیں ہے شکر ہے ــ

خیر القرون قرنی کے بعد سنت کے عالم قرآن

کے ناشر قرآن کے حافظ افراط وتفریط سے پاک اللہ سے یہ دعا کرنے والے کہ اللہ اپنی نظر میں ہمیں چھوٹا دکھائیو اور دوسروں کی نظر میں عزت عطا فرمائیو۔ ہمارے بزرگ لاشئ ننگ اسلاف، احقر الانام، احقر العباد کہلاتے تھے ان کے بزرگ ابو الفلاں ابو الفلاں وغیرہ لکھتے ہیں یہ فرق آپ کو سمجھنا چاہیئے۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ ذکر اللہ میں مشغول رہا کرتے تھے اور آدھی آدھی رات عبادت میں مشغول رہنے سے آپؐ کے پاؤں متورم ہو جایا کرتے تھے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ حضورؐ آپ تو بخشی بخشائی مخلوق ہیں پھر کیوں اتنی مشقت اٹھاتے ہیں۔ فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ اللہ تعالےٰ نے حضورؐ سے کہا کیا آپ کے لئے اُحد کا پہاڑ سونے کا بنا دیا جائے۔ آپؐ نے اسے پسند نہ فرمایا۔ حضورؐ فرمایا کرتے تھے۔ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ فقر ہی میرے لئے باعث فخر ہے۔ محبت رسولؐ کے دعوے اور پھر اپنے اعمال پر بھی نظر ہونی چاہیئے۔ سچوں کو بُرا بھلا کہنا بھی غلط ہے۔ یہ شیطان کا شر ہے ان کو خدا ہدایت عطا فرمائے اور حضورؐ کی شفاعت نصیب فرمائے۔

تجارت کسی نبی کے حصہ میں نہ آئی حضورؐ نے حضرت خدیجہؓ کے مال سے تجارت کی اور بہت زیادہ منافع کماکر لائے امانت اور دیانت سے حضرت خدیجہؓ جیسی مالدار خاتون کا دل موہ لیا اور وہ آپ کے عقد میں آگئیں حضورؐ طائف میں تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے آپؐ پر بدمعاش اور اوباش لوگوں نے پتھراؤ شروع کر دیا۔ رفقاء نے کہا حضورؐ ہاتھ اٹھایئے اور دیکھیئے۔ اللہ تعالےٰ ان ظالموں کو کس طرح ہلاک کرتا ہے۔ آپؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ اگر طائف کے باشندے ایمان نہیں لاتے تو نہ سہی آئندہ ان کی نسلیں اسلام کے کام آئیں گی میں ان کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوا ہوں نہ کہ ہلاکت کے لئے۔ آپؐ نے تو فتح مکہ کے موقعہ پر۔ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ فرمایا جن لوگوں نے ہتھیار پھینک دیئے اور خانہ کعبہ یا ابوسفیان کے گھر پناہ لے لی سب کو عام معافی دے دی حتی کہ خون کے پیاسوں کو بھی معاف فرما دیا۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ طالب علموں کو حضورؐ کے اُسوۂ کو اپنانا چاہیئے۔ حضورؐ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی عاقل وعالم نہ تھا۔ مگر پھر بھی آپؐ علم ہی کے لئے دُعا فرمایا کرتے تھے رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ ہمیں بھی یہی حکم ہے۔

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ کَانَ بِالصِّیْنِ۔ علم حاصل کرو چاہے چین جانا پڑے۔ اور دوسرا ارشاد ہے

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَی اللَّحْدِ۔

گود سے گور تک علم حاصل کرتے رہو اگر کسی نے ڈگری حاصل کر لی ہے تو بڑا بنتا ہے اور کسی عالم ربانی کی صحبت میں نہیں آتے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اللہ کے دربار میں آتے ہیں۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ یہ خان بہادر سر اور نواب مسجد میں نہیں آتے خدا کی اُن پر پھٹکار ہے۔ نہیں آتے تو نہ آئیں بلکہ یہ کہو کہ اللہ انہیں نہیں بلاتا۔

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ اللہ تعالیٰ سحور کے وقت آسمان اول پر جلوہ افروز ہوتے ہیں اور پکارتے ہیں۔ ہے کوئی پکارنے والا؟ ہے کوئی مصیبت زدہ؟ ہے کوئی تکلیف میں مدد چاہنے والا؟ ہمارے دادا پیر حضرت دین پوریؒ نے اپنے حجرے کے دروازہ پر یہ شعر لکھوا رکھا تھا ؎

ہر کہ وقتِ صبحدم در یادِ حق بیدار نیست
او محبت را چہ داند لائق دیدار نیست

اس شعر کو دوسرے الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے

رات کے پچھلے حصے میں کچھ دولت بانٹی جاتی ہے
جو جاگت ہے سو پاوت ہے جو سووت ہے وہ کھووت ہے

بقول حضرتؒ "جو دم غافل سو دم کافر"

ایک ایک لمحہ گزر رہا ہے، پانی بہہ رہا ہے برف پگھلتی جا رہی ہے۔ برف پگھل کر گھٹتی ہے بڑھتی نہیں، اسی طرح عمر بھی گھٹتی جا رہی ہے

؎ غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔

وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

موت گھر میں بھی آرہی ہے سفر میں بھی بازار میں بھی، موت کے لئے ہمہ وقت تیار رہیئے صوفیا اسی لئے کہا کرتے ہیں

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کہ موت کے آنے سے پہلے اپنے آپ کو اس کے لئے تیار رکھو۔ لوگ کہتے ہیں بوڑھے ہوں گے پھر حج کریں گے جب بھی حج فرض ہو جائے فوراً ادا کرنا چاہیئے اور جتنی بھی نیکی کی توفیق ہو اُسے اللہ کا فضل سمجھ کر ادا کرنا چاہیئے۔ موت کا کسی کو علم نہیں ہے۔ دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم کو تمام روحانی امراض سے شفایاب ہو کر دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا اللہ العالمین

بقیہ:- روحانی امراض کا ہسپتال

قبر میں طرح طرح سے ستائیں گے اعمال نامہ بھی اپنے ساتھ ہوگا۔ جن کے پاس نیک اعمال کا ذخیرہ ہوگا وہ قبر کے ان سارے احوال سے بے خبر اور بےفکر دلہنوں کی طرح اس میں ایسے آرام فرماتے ہیں کہ قیامت تک کا سارا طویل زمانہ اُن کے لئے گھنٹوں اور منٹوں میں گزر جائے گا جسطرح نئی دلہن پہلی شب میں کمخواب اور مخمل کے بستروں پر سوتی ہے۔ اسی طرح یہ لوگ قبر میں سو جاتے ہیں۔ لیکن وہ بدنصیب جو اعمالِ حسنہ کے بجائے اعمال سیئہ لے کر قبر میں جاتے ہیں ان کی قبر جہنم کا گڑھا بن جاتی ہے۔ کبر ونخوت سب نکل جائے گی قبر کی سختی ایسی ہوگی کہ ایک پسلی دوسری پسلی سے جا ملے گی۔ توبہ کا وقت اب ہے اگر توبہ کر لی جائے تو اللہ تعالےٰ معاف فرما دے گا ورنہ اس کا وعدہ سچا ہے۔ پھر کوئی یہ اعتراض نہ کر سکے گا کہ اے اللہ تیرا کوئی بندہ ہمیں تیرے احکام سنانے کے لئے آیا ہی نہ تھا۔ میں خدا تعالےٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بری الذمہ کرانا چاہتا ہوں۔

فیروز کے آنسو جاری ہیں اور توبہ کر کے رخصت ہوتا ہے ـــ

قسط (۱۲)

روحانی امراض کا ہسپتال

(محمد عثمان غنی بی اے واہ کینٹ)

فیروز کی عادت ہے کہ ہر وقت بحث کرتا رہتا ہے اور حق بات کا انکار کرنا تو اس کے لئے معمولی سی بات ہے اپنے آپ کو بہت بڑا عالم سمجھتا ہے اور دوسروں کو ذلیل۔ صوفی بشیر نے اُس کو صرف اتنا کہہ دیا ہے کہ میاں یہ روحانی مرض ہے اس کا علاج کرالو ورنہ تکلیف اٹھاؤ گے تو بحث شروع کر دی ہے

فیروز:۔ آپ لوگوں کو روحانی امراض کی رٹ لگانا کہاں سے آ گیا؟ جاؤ پہلے اتنا علم تو حاصل کرو۔ جتنا میں نے کیا ہے۔

صوفی بشیر:۔ فیروز بھائی! میں آپ کے علم کی قدر کرتا ہوں اور خدا آپ کے علم کو اور زیادہ کرے مگر یہ علم آپ کو دانستن کے درجہ پر تو حاصل ہے داشتن کے درجہ پر نہیں۔ کتابیں پڑھ لینے سے یہ امراض دور نہیں ہو جاتے

فیروز:۔ تو اور کیسے دور ہوتے ہیں؟ کوئی ہسپتال ہے؟

صوفی بشیر:۔ گنگا رام یا میؤ ہسپتال تو نہیں ہاں روحانی امراض کا ہسپتال ہے

فیروز:۔ مگر میں تو اچھا خاصا تندرست ہوں آپ نے مجھے بیمار کیوں بنا دیا؟

صوفی بشیر:۔ آپ جسمانی طور پر تو تندرست ہوں گے مگر روحانی طور پر بیمار ہیں۔

فیروز:۔ اچھا تو پھر فرمائیے میرا مرض کیا ہے؟

صوفی بشیر:۔ آپ کو روحانی ٹی بی ہے۔ یعنی آپ تکبر کے مرض میں مبتلا ہیں اور آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جس طرح جسمانی ٹی بی پھیپھڑوں کا ستیا ناس کر کے قبر کے کنارے پہنچا دیتی ہے اسی طرح روحانی ٹی بی بھی مہلک مرض ہے

فیروز:۔ مگر جسمانی ٹی بی اگر پہلی سٹیج پر پکڑی جائے تو اس کا علاج تو ممکن ہے۔

صوفی بشیر:۔ چلیئے پھر روحانی امراض کے ہسپتال میں چل کر ایکسرے کرایئے۔ اگر تو مرض قابلِ علاج ہوا تو انشاء اللہ علاج ہو جائے گا

فیروز:۔ مہربانی کر کے روحانی ٹی بی یعنی تکبر کا مفہوم تو سمجھا دیجئے۔

صوفی بشیر:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس کے دل میں ذرا سا تکبر ہو گا وہ بہشت میں نہ جائے گا۔ صحابہ کرامؓ کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ حق کا انکار اور لوگوں کو ذلیل سمجھنا یہ کبر ہے۔ اللہ والوں کی صحبت میں کبر نکل جاتا ہے وہ ہستی مسل کر رکھ دیتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر کافر فرہنگ ملحد اور زندیق کو انسان اپنے سے بہتر سمجھے۔ فارسی کا شعر ہے ؎

تکبر بود عادت جاہلاں
تکبر نہ آید ز صاحبدلاں

محمودؒ غزنوی کا وزیر ایاز غلامی کے دور میں بھی عجز و انکسار کو پسند کرتا تھا اور جب اس کو شاہی تقرب حاصل ہوا تو پھر بھی وہ اپنے سر میں تکبر کا نشہ نہ آنے دیتا تھا وہ ہر روز دربار میں آنے سے قبل ایک بوسیدہ سی جھونپڑی میں جاتا اور پھر نکل کر اس کو تالا لگا دیتا۔ ایاز کے ساتھ محمود کی محبت دوسرے وزراء و امراء کو سخت پریشان کرتی، انہوں نے محمود کو اکسایا کہ ایاز شاہی خزانے سے دولت چرا کر ایک جگہ رکھتا ہے اور روزانہ اس کی خبر گیری کرنے وہاں جاتا ہے اگر آپ کو اعتبار نہ آئے تو چلیئے چھپ کر دیکھ لیجئے۔ محمود کو اعتبار نہ آیا مگر وزراء کے اصرار پر وہ ایک روز چھپ کر دیکھتا رہا۔ ایاز دربار میں آنے سے قبل زرق برق لباس پہنے آیا اور اس بوسیدہ جھونپڑی میں چلا گیا جب وہ باہر نکل کر تالا لگانے لگا تو بادشاہ اور وزراء آگے بڑھے اور بادشاہ نے ایاز سے ماجرا پوچھا۔ ایاز رو پڑا اور کہنے لگا محمود غزنوی! یہ میرا ذاتی معاملہ تھا مگر آپ کو میرے حاسدوں نے شک میں ڈال دیا ہے اس لئے بتانا پڑ رہا ہے یہ بوسیدہ جھونپڑی ہے اس کے اندر آؤ وہاں جا کے دیکھا تو ایک ٹوٹا پھوٹا صندوق ملا اس میں سے ایک جوڑا پھٹے پرانے کپڑوں کا ملا اور ایک ٹوٹا ہوا آئینہ محمود نے پوچھا یہ کیا ہے ایاز نے کہا یہ میرا غریبی کے زمانہ کا لباس ہے اور میں ہر روز اپنے نفس کو دربار میں آنے سے پہلے بتاتا ہوں کہ کہیں تکبر نہ کر بیٹھنا۔ میں زرق برق جوڑا اتار کر یہ چیتھڑے پہن کر آئینہ دیکھتا ہوں اور اپنی پرانی حالت کو یاد کرتا ہوں پھر زرق برق لباس پہن کر آپ کے پاس حاضر ہو جاتا ہوں محمود غزنوی بہت خوش ہوا اور درجات میں اضافہ کر دیا۔ حاسدوں کے منہ میں خاک آئی۔ تکبر بری چیز ہے ؎

تواضع ز گردن فرازاں نکوست
گدا گر تواضع کند خوئے اوست

اللہ کی زمین پر اکڑ کر چلنا خدا کو ہرگز پسند نہیں تھے۔ اپنے دماغ میں کبر نہ ہونا چاہیئے۔

فیروز:۔ صوفی صاحب! کتابیں تو میں نے کئی پڑھی ہیں مگر آپ نے جو کچھ فرمایا ہے بڑی پر تاثیر باتیں ہیں آپ صحبتِ شیخ میں رہ کر دانستن سے داشتن کے درجہ تک علم کو پہنچا لیا ہے اور میں تو دانستن کے درجہ سے بھی پیچھے ہوں۔

صوفی بشیر:۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے میرا کچھ کمال نہیں۔ آپ نے جتنا علم حاصل کیا ہے اگر آپ اس کو حال بنا لیں تو بڑی خوش بختی کا باعث ہو گا۔ کبر بڑا بُرا مرض ہے۔ امراض روحانی کا علاج صحبتِ شیخ کے سوا کچھ نہیں دینی مدارس میں کتابوں پر عبور ہو جاتا ہے مگر تکمیل نہیں ہوتی بعض روحانی امراض جسمانی امراض سے زیادہ مہلک ہوتے ہیں۔ جسمانی بیماریاں قبر سے ورے ختم ہو جاتی ہیں روحانی بیماریاں ساتھ جاتی ہیں یہ شعر کتنا قیمتی ہے ؎

صدقے میں تیرے ساقی مشکل آسان کر دے
ہستی مری مٹا دے خاک بے جان کر دے

فیروز:۔ صوفی صاحب! جلد از جلد مجھے کسی مرد کامل کے پاس لے چلیئے۔ شاید موت کا وقت ہی قریب ہو اور میرے مرض کا علاج ہی نہ ہو سکے۔

صوفی بشیر:۔ چشم ما روشن دل ما شاد۔

(مردِ کامل کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں)

مردِ کامل:۔ مرنے کے بعد سب کو بیک وقت خیر باد کہنا پڑتا ہے۔ ہر چیز یہاں رہ جائے گی۔ جنازہ اٹھانے والے اعزہ و اقرباء نمازِ جنازہ تک ساتھ دیتے ہیں کچھ قبر تک بھی پہنچا دیتے ہیں اور کچھ قبر میں رکھنے اور مٹی ڈالنے تک ساتھ دیتے ہیں مگر ساتھ کوئی نہیں جاتا۔ بڑے بڑے طمطراق والے بھی اور بڑے بڑے اونچے طرّوں والے بھی اسی طرح مٹی میں جا ملتے ہیں۔ انسان کی کیا ہستی ہے کہ وہ غرور و نخوت کرے۔ یاد رکھو صرف اعمال ساتھ جاتے ہیں۔ منکر نکیر کا سوال بھی ہو گا اپنے ایمان کا حساب بھی ہو گا اور سانپ بچھو کیڑے مکوڑے بھی

باقی بر صفحہ ۱ پر

حجتِ حق کا اتمام

از مولانا ظفر علی خان مرحوم

آدم کی نسل پر ہوئی حجت خدا کی ختم
دنیا میں آج دین کی تکمیل ہوگئی

اپنا جواب آپ تھی جو آخری دلیل
افلاک پر حوالۂ جبریل ہوگئی

بطحا میں رحمتِ دو جہاں کا ہوا ظہور
منشاء کردگار کی تعمیل ہوگئی

آ کر محمدِ عربی نے لگائی مُہر
اللہ کے قبالہ کی تکمیل ہوگئی

تورات کا فسانہ سنانے کو رہ گیا!
منسوخ اُس کے آتے ہی انجیل ہوگئی

پیشینیوں کی سلک میں دولت تھی جس قدر
اسلام کے خزانہ میں تحویل ہوگئی

ایماں کو جن سے شکوۂ اجمال تھا کبھی
قرآن میں ان نکات کی تفصیل ہوگئی

سوتے ہوؤں کو اس کی صدا نے جگا دیا
آواز اُس کی صُورِ اسرافیل ہوگئی

دنیا کی محفلوں کے دیئے سارے بجھ گئے
روشن جب اس کی بزم کی قندیل ہوگئی

آفاق اعتدال کے سانچے میں ڈھل گیا
ارکانِ کائنات کی تعدیل ہوگئی!

ہیبت سے کفر لرزہ براندام ہوگیا
باطل کی روح خوف سے تحلیل ہوگئی

اصحابِ فیل ارضِ حرم سے ہوئے فرار
ہر کنکری حجارۂ سجّیل ہوگئی

نقشہ زمین کا چشم زدن میں بدل گیا!
اور ہیئت آسمان کی تبدیل ہوگئی



بقیہ:- شراب نوشی اور اسلام

پہلی حدیث میں امام اور بادشاہ کو راعی قرار دے کر لوگوں کے معاملات کے بارے میں مسئول بتایا گیا ہے اور دوسری حدیث میں اس کے متعلق فرمایا گیا ہے۔ کہ اگر وہ رعیت کے ساتھ خیانت کا معاملہ کرے گا۔ تو اس پر جنت حرام کر دی جائے گی۔ اب ایک حدیث اور بھی سنیئے جس میں یہ حقیقت واضح کر دی گئی ہے کہ اگر بادشاہ اپنی رعیت کے ساتھ خیر خواہی کرنے میں کمی کرے گا یا اس بارے میں غفلت سے کام لے گا۔ تو اُسے جنت کی ہوا بھی نہیں لگے گی۔ وہ حدیث یہ ہے۔

حدیث ۳:- عن معقل بن یسار انہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من عبد یسترعیہ اللہ رعیۃ فلم یحطہا بنصیحۃ الا لم یجد رائحۃ الجنۃ (بخاریؒ مسلمؒ)

"معقل ابن یسار کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضورؐ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے۔ کہ جس بندے کو اللہ تعالےٰ نے کسی رعیت کا حاکم بنا دیا۔ اور پھر اس نے رعیت کی پوری خیر خواہی نہ کی۔ بلکہ کمی کر دی۔ تو ایسے حاکم کو جنت کی ہوا بھی نہیں لگے گی"

مندرجہ بالا تینوں حدیثوں میں غور اور تامل کرنے سے یہ حقیقت خود بخود واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ کہ حاکم وقت کو منصب حکومت پر فائز ہونے کے بعد اپنی رعیت کی خبر گیری سے غافل نہ رہنا چاہیئے۔ اس کے ذمہ منجانب اللہ یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے تمام رعایا کی نگرانی کے لئے مستعد رہے۔ اور کسی وقت بھی ان کی اصلاح حال سے غافل نہ رہے۔ نہ رعایا کی خیر خواہی میں کوئی کمی کرے۔ ورنہ اگر وہ اپنی رعایا کی خبر گیری، اور ان کی اصلاح حال کے لئے سعی بلیغ نہ کرے۔ یا ان کے ساتھ خیانت کا برتاؤ کرے۔ تو جنت میں جانے کا ہرگز مستحق نہیں رہے گا۔ اب آپ ہی بتائیں کہ اگر معاشرہ میں فواحش و منکرات کا علانیہ ارتکاب ہو رہا ہو۔ اور شرعی قوانین کی برملا پامالی کی جا رہی ہو۔ ہر جگہ زنا کاری کے اڈے قائم کئے گئے ہوں، شراب نوشی۔ اور قمار بازی کا بازار گرم رہتا ہو۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کوئی انتظام موجود نہ ہو۔ محرمات شرعیہ کے لئے حکومت نے کھلی اجازت دے رکھی ہو۔ جرائم کے انسداد کے لئے قانون مکمل طور پر غیر متحرک ہو۔ تو کیا اس سے بڑھ کر بھی دنیا میں کوئی خیانت ہو سکتی ہے۔ اگر اس کو بھی خیانت نہ

(باقی برصفحہ ۱۸)

فقہی و علمی مسائل اور اُن کے جوابات

از قلم جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور

نوٹ:- ادارہ خدام الدین کے نام آئے ہوئے سوالات میں سے بعض کے جوابات پیش ہیں۔ بشکریہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (ادارہ)

قطب شمالی وجنوبی میں وقتی عبادات کا حکم

سوال:- تقریباً چھ ماہ کا عرصہ ہوا۔ اخبار "شہباز" میں قطب شمالی کا ذکر پڑھا جہاں رات اور دن چھ چھ ماہ کے برابر ہوتے ہیں گویا وہاں سال ایک شبانہ روز کا بنتا ہے۔ جس پر نمازوں کی تعداد اور تعین اوقات کا شبہ دل میں وارد ہوا براہ کرم شرعی نقطہ نگاہ سے ایسے مقامات پر عبادات کا حکم بیان فرمائیں۔

محمد عنایت بیگ، کرک ضلع کوہاٹ

الجواب وباللہ التوفیق:- اسلام نے اپنی عمومیت جامعیت اور آخری دین ہونے کی بنا پر اس قسم کے مذہبی مسائل کا حل ابتداء سے پیش کیا ہے بحمداللہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے پاس ان سوالات کے جوابات موجود ہیں۔ ارض سبعین یا قطب شمالی وجنوبی اور اس قسم کے دیگر مقامات پر نمازیں گھنٹوں اور منٹوں کے اندازے سے ادا کی جائیں گی جس طرح زندگی کے دیگر امور، ملازمت ڈیوٹی چھٹی، سونے، جاگنے، کھانے، پینے وغیرہ کا انتظام وقت کے اندازہ سے کیا جائے گا اسی طرح وقتی عبادات کا انتظام بھی ہوگا جس طرح نماز کے دیگر اسباب و شرائط طہارت صفائی، ستر عورت، پانی وغیرہ کے ناپید ہو جانے کی وجہ سے فریضۂ صلوٰۃ میں کوتاہی نہیں کی جاسکتی اس طرح مقررہ اوقات کے نہ ملنے کی وجہ سے بھی نماز کو ترک نہیں کیا جاسکتا، عبادات کا مقصد بندہ اور اس کے رب کے درمیان تعلق کی تصحیح ہے اور ان عبادات کے ادا کرنے میں نظم و ضبط پیدا کرنے کی غرض سے اوقات کی تعیین کی گئی ہے مگر جہاں ضبط و نظم کے ذرائع سے نفع اٹھانا ممکن نہ ہو وہاں اصل مقصود کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں اس مسئلہ کو طے کر چکے ہیں۔ صحیح حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قیامت کے قریب اوقات کا نظام جب بدل جائے گا اور ایک ایک دن چالیس دنوں بلکہ سال کے برابر ہو جائے گا تو نمازیں کس طرح پڑھی جائیں گی تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ نمازوں کے لئے اندازہ کر لیا کرو۔ مشکوٰۃ شریف میں خروج دجال کے واقعات میں ہے۔

قلنا یا رسول اللہ مالبثہ فی الارض قال اربعون یوما یوم کسنۃ ویوم کشہر ویوم کجمعۃ وسائر ایامہ کایامکم قلنا یا رسول اللہ فذالک الیوم الذی کسنۃ ایکفینا فیہ صلوٰۃ یوم قال لا۔ اقدروا لہ قدرہ (مشکوٰۃ ص ۴۷۳)

صحابہؓ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ دجال کتنا عرصہ زمین میں ٹھہرے گا حضورؐ نے فرمایا کہ چالیس دن پہلا دن سال کے برابر دوسرا دن مہینہ کے برابر اور تیسرا دن ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی دن تمہارے دنوں کے برابر ہوں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا جو دن سال کے برابر ہوگا۔ اس میں ہمارے لئے ایک دن کی پانچ نمازیں پڑھنی کافی ہوں گی فرمایا حضورؐ اقدسؐ نے نہیں بلکہ اس دن میں نمازوں کے لئے اندازہ کر لیا کرو" یعنی چوبیس ۲۴ گھنٹوں میں پانچ دفعہ تھوڑے تھوڑے وقفہ سے اللہ کو یاد کر لیا کرو۔ اس حدیث مبارک میں تمام وقتی عبادات، نماز جمعہ، عیدین، روزہ وغیرہ کا حل بھی موجود ہے اس حدیث شریف کی روشنی میں فقہاء اسلام یہی فتویٰ دے چکے ہیں اور بحمداللہ آج تک فن لینڈ (FINLAND) بلغاریہ اور دیگر ایسے مقامات میں جہاں معتدل ممالک کے اوقات کا نظام موجود نہیں اس طریقہ سے وقتی عبادات ادا کئے جاتے ہیں اور وہاں مسلمانوں کی مسجدیں موجود ہیں واللہ اعلم وعلمہ اتم



بیمۂ زندگی کا حکم

سوال:- شریعت اسلامیہ میں بیمہ کرانا جائز ہے یا ناجائز۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جتنی مدت کے لئے کوئی شخص اپنی زندگی یا جائداد وغیرہ کا جتنے روپے میں بیمہ کرانا چاہے تو مقررہ سالانہ قسطوں کے حساب سے وہ شخص مقررہ مدت کے اندر پوری رقم یا اس سے زائد کمپنی کو ادا کرے گا اور مدت ختم ہونے کے بعد کمپنی اس رقم کے علاوہ منافع بھی اس شخص کو واپس کرتی ہے۔ اور اگر بیمہ شدہ شخص یا جائداد وغیرہ مقررہ مدت ختم سے پہلے ہلاک اور ضائع ہو جائے تو کمپنی اسی وقت پوری رقم بمعہ منافع کے اسے یا اس کے ورثاء کو واپس کرتی ہے۔ نیز جتنی رقم کا بیمہ کرایا جائے تو اتنی ہی رقم پر پہلے ہی سال سے نفع یا نقصان شروع کر دیا جاتا ہے مثلاً کسی شخص نے ایک ہزار روپے کا بیمہ ۲۵ سال کے لئے کرایا اور پہلی قسط اس نے ۴۰ روپے کی ادا کی تو اسے پہلے سال سے ہی ایک ہزار روپے پر منافع ملنا شروع ہو جائے گا مجھے ایک دوست نے بیمہ کرانے پر مجبور کرالیا ہے اگر میں تین سال تک کمپنی کے پاس اپنی رقم رکھوں تو میں "سودی کاروبار" کو تقویت دینے کا باعث ہوں گا یا نہیں

(خادم حسین گورنمنٹ ہائی سکول ڈاگئی پشاور)

الجواب وباللہ التوفیق:- زندگی یا جائداد کا بیمہ کرانا شرعاً کئی وجوہات سے ناجائز ہے اول تو اس میں جوا اور قمار ہے دوسرے سود اور دونوں چیزیں حرام ہیں اس لئے زائد روپیہ لینا ناجائز ہے اور لینے والا سود اور جوئے دونوں گناہوں کا مرتکب ہوگا اور اگر کسی شخص کا ارادہ بیمہ کرانے سے صرف اپنے مال کا تحفظ کرانا مقصود ہو تو اس صورت میں اگرچہ قمار اور سود نہ ہوگا لیکن پھر بھی سود اور جوئے کے کاروبار میں اعانت ہوگی جو ناجائز ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔

ترجمہ:- نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی اعانت کرو اور گناہ وظلم کی باتوں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو، علماء کرام کی اس بارہ میں یہی تحقیق ہے، ملاحظہ ہو فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱ ص ۱۷۷ نیز..... امداد الفتاویٰ مولانا اشرف علی التھانوی ج ۳ ص ۱۴۸

(واللہ اعلم)

اجتماعی امداد کا حکم

سوال: - دس آدمی آپس میں پانچ یا دس روپے جمع کرتے ہیں اور مہینہ کے بعد قرعہ اندازی کر کے ایک شخص کو جس کا نام نکل جائے ساری رقم دے دیتے ہیں۔ اسی طرح ہر مہینہ قرعہ اندازی کے ذریعہ ایک ایک کو مجموعی رقم دیدی جاتی ہے اس کا شرعی حکم کیا ہے کیا یہ سود تو نہیں ——

انصاف جنرل سٹور رابرٹسن روڈ میرپور خاص

الجواب وباللہ التوفیق: - آپ نے جو صورت تحریر کی ہے بظاہر یہ اجتماعی قرضہ اور امداد باہمی کی ایک شکل ہے اگر ہر ممبر کو اپنی اپنی رقم بلا کمی بیشی کے مل جاتی ہے تو جائز ہے اور کسی کو زیادہ اور کسی کو کم ملے تو سود ہے جو حرام ہے۔ (واللہ اعلم)

انعامی بانڈ اور معمہ بازی

سوال ۱: - انعامی بانڈ جن کا آج کل رواج ہے۔ اور قرعہ اندازی کے ذریعہ سے نکالے جاتے ہیں جائز ہیں یا ناجائز؟

سوال ۲: - معمہ بازی کی لعنت ہمارے ملک میں جاری ہے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

۱۔ غلام نبی آفریدی اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر جہانگیرہ
۲۔ منیر اقبال معرفت حاجی کرم الٰہی مکان نمبر ۱۲۶ گھنٹہ گھر پشاور

سوال ۳: - کیا معمہ بازی سے حاصل کردہ انعام کسی کار خیر میں لگایا جا سکتا ہے اگر شریعت کی رو سے ناجائز ہے اور حاصل کردہ رقم خرچ کر چکا ہے تو اب اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(میر یٰسین کلاتھ مرچنٹ مسجن ضلع سرگودھا)

الجواب نمبر ۱: - انعامی بانڈ کا جو سلسلہ ملک میں رائج ہے وہ نہ صرف سود بلکہ اضعافاً مضاعفہ (چند در چند) سود ہے۔ لاکھوں افراد کے سرمایہ (قرض) سے جو منافع حاصل ہوتا ہے اسے چند افراد میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ جو قرض ہی کا منافع (سود ہے) اور بالفرض اگر سود کی شرح ۵ فی صدی ہو تو اسے بجائے اس کے ہزاروں روپے دیا ریئے جاتے ہیں جو شرح سے بھی بڑھ کر ہے اور سود کی تمام قسمیں حسب نصوص قرآن سنت و اجماع امت قطعی ناجائز ہیں۔ اگر حکومت چاہے تو ایسی معاشی پالیسیاں بھی چلا سکتی ہے جس سے سودی کاروبار بھی نہ ہو اور مقصد بھی حاصل ہو۔

جواب ۲: - معمہ بازی بلا کسی تردد کے قمار اور جوا ہے ہزاروں افراد کے پیسے چند افراد کو مل جاتے ہیں اور باقی محروم رہ جاتے ہیں بدقسمتی سے ہمارے ملک میں نئے نئے ناموں سے سود اور جوئے کا کاروبار ہو رہا ہے اور ناموں کے بدلنے سے کسی چیز کی شرعی حیثیت نہیں بدل سکتی۔ جہاں تک جلد ہو سکے ان چیزوں سے اجتناب ضروری ہے۔

الجواب ۳: - معمہ بازی سے حاصل کیا گیا انعام اور اس کی ملکیت ہے نیز جوئے قمار سود وغیرہ کے اموال کو ثواب کی نیت سے خرچ نہیں کیا جا سکتا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ لا صدقة من غلول

حرام مال سے صدقہ نہیں دیا جا سکتا۔

اگر نیت ثواب و تقرب خداوندی ایسے اموال کو کار خیر میں لگایا تو گناہ ہے۔ اس سے قبل جو رقم خرچ کر چکے ہیں اب آئندہ کے لئے اس سے بصدق دل توبہ کر لیجئے خداوند کریم رحیم ہیں۔

ضرورتِ مبلغ

جمعیۃ علماء اسلام ضلع سرگودھا نے ضلعی جمعیۃ کی کارکردگی کو وسیع اور بہتر بنانے کے لئے ایک مبلغ کا تقرر منظور کیا ہے

لہٰذا عالم وجیہہ، خوش بیان با اثر، مودودیت .... کے لٹریچر سے باخبر مبلغ ناظم اعلیٰ ضلعی جمعیۃ کے نام درخواست روانہ کریں یا خود امیر ضلع حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سے ملاقات کر کے اپنی صلاحیت ظاہر فرمائیں۔ مشاہرہ و دیگر امور زبانی طے ہونگے (خط و کتابت دفتر کے پتہ سے فرمائیں —— المعلن حکیم شریف الدین ناظم اعلیٰ دفتر جمعیۃ علماء اسلام مسلم بازار سرگودھا ——

میرا اسلامی نام

میں کافی عرصہ سے اپنی رضامندی کے ساتھ بمعہ اہل و عیال حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری نقشبندی قادری خطیب جامع مسجد پسرور خلیفہ حضرت قطب الاقطاب شیخ التفسیر لاہوری رح کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہو چکا ہوں لیکن ابھی بعض حضرات لاعلمی کی بنا پر مجھے سابقہ نام ملکھراج سے پکارتے ہیں لہٰذا اطلاعاً عرض ہے کہ مجھے اسلامی نام محمد اقبال سے پکارا جائے

(محمد اقبال نو مسلم)

خدام الدین کی توسیع اشاعت میں حصہ لیجئے ——

اِعلانِ عام

گزشتہ ہفتہ قارئین کرام کی نظروں سے ہمارا اعلان گزرا ہو گا کہ ہم آئندہ ان نادہندہ ایجنٹ حضرات کے اسمائے گرامی منظر عام پر لائیں گے جنہوں نے بار بار یاد دہانی کے باوجود اپنے واجبات وقت پر ادا نہ کئے اور ہمیں مجبوراً ترسیل پرچہ بند کرنا پڑی۔ اس کے بعد ہمیں ان کی دیانت سے امید تھی کہ وہ بقایا جات ادا کر دیں گے لیکن انہوں نے ہماری کسی درخواست کو درخور اعتنا نہ سمجھا اور اس دینی پرچہ کی رقوم کو خود پر حلال کر لیا حتیٰ کہ تشہیر عام کا انتباہ بھی انہیں واجبات کی ادائیگی پر آمادہ نہ کر سکا۔ ان کے نام۔ پتہ اور رقوم واجب الادا درج ذیل ہیں ہم قارئین کرام سے بالعموم اور مقامی علمائے کرام سے بالخصوص التماس کرتے ہیں کہ ان حضرات کو مجبور کریں کہ قال اللہ و قال الرسول کا بدل اشتراک فی الفور ادا کر کے عند اللہ و عند الناس سبکدوش ہوں اپنی روزی کو حرام کی آلائش سے پاک کریں جو حضرات اپنے بقایا جات اعلان ہٰذا کے بعد ادا کر دیں گے ہم انکا نام بصد خوشی مکرر ان صفحات کی زینت بنائیں گے۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

مقام ایجنٹ	نام و پتہ ایجنٹ	رقم واجب الادا
اکوڑہ خٹک (ضلع پشاور)	جناب عبدالمنان صاحب	۷۴/۰۷
پیر محل (لائلپور)	〃 سلطان محمود 〃	۵۹/۶۲
پاکپتن (〃 منٹگمری)	ملبیرز صابر برادرز	۵۸/۰۶
ٹنڈو محمد خان (〃 حیدرآباد)	جناب محمد رفیق صاحب	۱۵/۹۴
جہانیاں منڈی (〃 ملتان)	〃 عبدالواحد 〃	۴۲/۸۳
حیدرآباد (خاص)	حافظ محمد یعقوب 〃	۳۶/۰۴
سبی (کوئٹہ)	جناب مولوی محمد سعید 〃	۸۴/۷۵
سرائے نورنگ (〃 بنوں)	〃 محمد حنیف 〃	۳۹/۷۶
شاہ پور صدر (خاص)	〃 عبدالکریم 〃	۲۸/۸۴
کندہ کوٹ (〃 جیکب آباد)	〃 مولانا عبدالرحمٰن 〃	۳۳/۷۹
کندیاں (〃 میانوالی)	〃 سید عشرت حسین سبزی 〃	۲۷/:
ماتلی (〃 حیدرآباد)	〃 برکت علی خاں 〃	۲۲۱/۰۹

المشتہر

(مشتاق حسین بخاری مینجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور)

خدام الدین —— کا —— تازہ پرچہ

۱۔ پنڈ دادن خاں ضلع جہلم میں جناب حاجی عطا اللہ صاحب

۲۔ حویلیاں میں سعد بک ڈپو

۳۔ کراچی شہر میں جناب عبدالمجید خاں صاحب سے حاصل

(۱/۱/۵)

قَآئِمُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝ (پ۲۹ س المعارج آیت ۲۲ تا ۳۵)

ترجمہ! مگر وہ نمازی جو اپنی نماز پر ہمیشہ قائم ہیں۔ اور وہ جن کے مالوں میں حصہ معین ہے۔ سائل اور غیر سائل کے لئے اور وہ جو قیامت کے دن کا یقین رکھتے ہیں۔ اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں۔ بے شک ان کے رب کے عذاب کا خطرہ لگا ہوا ہے۔ اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں سے سو بے شک انہیں کوئی ملامت نہیں پس جو کوئی اس کے سوا چاہے سو وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں اور وہ جو اپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت رکھتے ہیں اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں وہی لوگ باغوں میں عزت سے رہیں گے۔

حاصل

۱۔ وہ لوگ جو ہمیشہ اپنی نماز پر قائم ہیں (۲) وہ جن کے مالوں میں سائل اور غیر سائل کے لئے حصہ معین ہے۔

(۳) وہ جو قیامت کے دن کا یقین رکھتے ہیں (۴) وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں اور انہیں ہر وقت آخرت کا کھٹکا لگا رہتا ہے (۵) وہ جو اللہ کے حکم کے مطابق خواہشاتِ نفسانی پر قابو رکھنے والے ہیں (۶) وہ جو اپنے وعدوں اور امانتوں کی رعایت رکھنے والے ہیں۔

(۷) وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں (۸) اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں یہی عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے والے اور جنت میں عزت و اکرام سے زندگی بسر کرنے والے ہیں۔

بدترین قسم کے ظالم

اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ دنیا کے فائدوں کو مد نظر رکھ کر جنتیوں کے اوصاف تو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ سرے سے اسلام اور آخرت کا ہی انکار کر بیٹھتے ہیں اور ایسا وہ محض اس لئے کرتے ہیں کہ انہیں اسلام میں اپنی موت نظر آتی ہے۔ چنانچہ وہ حق بات کو بھی نہیں مانتے اصل میں ظلم کی یہ سب سے بدترین قسم ہے کہ قرآن مجید کا انکار کیا جائے جس کا مطلب یا تو یہ ہوا کہ اللہ نے کہا ہی نہیں کہ یہ میرا کلام ہے۔ بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود بنایا اور نام اللہ کا لگا دیا کہ اس نے کہا ہے کہ میرا کلام ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ جھوٹا قرار دینا ہے حالانکہ ان کی سچائی اور دیانت داری کافروں تک کو مسلم ہے۔ یہ انتہائی ظلم ہے اور اس کی سزا جہنم کے سخت ترین عذاب کے سوا، اور کوئی نہیں ہوسکتی۔ یا قرآن میں بیان کردہ چیزوں سے انکار کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ اللہ جل شانہٗ بھی معاذ اللہ غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ اور اللہ جل شانہٗ کو جھوٹ بولنے والا قرار دینا معصیت اور ظلم کی انتہائی اور بدترین صورت ہے اور اس قسم کے لوگ قیامت کے دن جب بارگاہِ رب العزت میں پیش کئے جائیں گے اور سارے سچے گواہ اس بات کی شہادت دیں گے کہ ان لوگوں نے اللہ عزوجل کی بات کو جھوٹا کہا تھا اس لئے یہ بدترین قسم کے ظالم ہیں۔ چنانچہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے کہ ظالموں پر جو سچی بات کو جھٹلاتے ہیں، سچوں کو جھوٹا کہتے ہیں اور جھوٹ کو سچ ثابت کرنا چاہتے ہیں اللہ کی لعنت ہے اللہ ان سے دنیا و آخرت دونوں میں ناراض ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ط اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ج اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ وہ لوگ اپنے رب کے روبرو آئیں گے اور گواہی دینے والے کہیں گے یہی ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ کہا تھا۔ سنو اللہ کی پھٹکار ہے ظالموں پر۔

دوزخیوں سے سلوک

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۝ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۝ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۝ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ۝ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۝ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۝ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ۝ (پ۲۹ س الحاقہ آیت ۲۵ تا ۳۷)

اور جس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا تو کہے گا۔ اے کاش میرا اعمال نامہ نہ ملتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی اسے پکڑو پس اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔ پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہو اسے جکڑ دو۔ بے شک وہ اللہ پر یقین نہیں رکھتا تھا جو بڑا عظمت والا ہے۔ اور نہ وہ مسکین کے کھانا کھلانے کی رغبت دیتا تھا۔ سو آج اس کا یہاں کوئی دوست نہیں اور نہ کھانا ہے مگر زخموں کا دھوون۔ اسے سوائے گناہگاروں کے کوئی نہیں کھائے گا۔

دوزخ میں داخلہ کے اسباب

فِيْ جَنّٰتٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۝ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۝ (س مدثر ۴۰ آیت تا ۴۸)

جنتی جہنمیوں سے سوال کریں گے کہ اے جہنمیو! تم دوزخ میں کیوں آئے۔ وہ حسرت بھرا جواب دیں گے کہ ہم دنیا میں نمازیں نہیں پڑھتے تھے۔ اپنی کمائی میں سے اپنی ضروریات پوری کر لیتے تھے۔ اللہ کے احکام کی پرواہ نہ کرنے والوں کا ساتھ دیتے، نماز کو اٹھک بیٹھک کہتے، روزے کو فاقہ، داڑھی کو سائن بورڈ، علمائے کو ملنٹے کا خطاب دیتے، نمازوں کو بے فائدہ سمجھتے تھے۔ یہی طور رہا یہاں تک کہ پیغام اجل نے آدبوچا۔ ان لوگوں کا آخرت میں کوئی سفارشی بھی نہ ہوگا۔

برادرانِ اسلام!

مذکورہ بالا تمام آیاتِ قرآنی سے ظاہر ہے کہ لوگوں کے اعمال کا یہ اندازہ کتاب و سنت کی روشنی میں لگایا جاسکتا ہے کہ جنتی اور جہنمی کن کن اوصاف کے مالک ہوتے ہیں۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کسی کے جنتی یا جہنمی ہونے کا حتمی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ مستقبل کا کسی کو کیا پتہ ہے؟ ہو سکتا ہے کوئی شخص اگر اس وقت بد ہے تو کل توبہ کرے، نیک ہو جائے اور جنتیوں کے صفات اپنا لے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ خداوند قدوس کو اس کی کوئی ادا یا اس کا کوئی نیک عمل پسند آجائے اور وہ اس کی نجات کر دے۔ ہم بہر حال کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی روشنی میں صرف یہ اندازہ ہی کر سکتے ہیں کہ کوئی شخص کس قسم کی صفات کا حامل ہے جنتیوں کی صفات کا حامل ہے یا دوزخیوں کی صفات رکھتا ہے باقی دوزخیوں کے دوزخ میں جانے کے اسباب کیا ہونگے تو اس سے قرآن و حدیث بھرے پڑے ہیں۔ ان میں سے کچھ صفات اوپر کی سطور میں بھی بیان کردی گئی ہیں۔

اپنے اعمال پر نازاں نہ ہونا چاہیئے

حدیث شریف میں آتا ہے۔

اِنَّ اَحَدَکُمْ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰی مَا یَکُوْنُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَھَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْهِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ فَیَدْخُلُھَا ــــ

ترجمہ: تمام عمر ایک شخص ایسے نیک عمل کرتا رہا کہ بس ایک ہاتھ جنت کے ورے پہنچ گیا مگر بدقسمتی سے کوئی غلطی ایسی ہوگئی کہ جس کے سبب جہنم میں ڈال دیا جائے گا

پس اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر شخص کو یہ کوشش تو ضرور کرنی چاہیئے کہ وہ اپنے اندر جنتیوں کے اوصاف پیدا کرے اور ان اسباب سے بچے جو دوزخ میں داخلہ کا سبب ہونگے مگر اپنے اعمال پر نازاں کسی صورت میں نہ ہونا چاہیئے کیونکہ نتیجہ خداوند قدوس جل شانہٗ کے ہاتھ میں ہے

جنتیوں کی صفات کیونکر پیدا ہوسکتی ہیں

فارسی کا مصرع بہت مشہور ہے کہ۔

"ہلے میوہ ز میوہ رنگ گیرد"

اردو میں بھی اس کے متبادل ضرب المثل ہے کہ "خربوزہ کو دیکھ خربوزہ رنگ پکڑتا ہے"

چنانچہ ہر شخص کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے اندر جنتیوں کی صفات پیدا کرنے کے لئے ان لوگوں کی صحبت اختیار کرے جن میں یہ صفات پائی جاتی ہیں اور جن کا اوڑھنا بچھونا کتاب و سنت ہے۔ جو ہر گھڑی خدا کی یاد میں مست اور اس کے عذاب سے پناہ مانگتے رہتے ہیں۔

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ رنگ ان علمائے ربانیین اور اولیائے عظام کی صحبت میں چڑھتا ہے جن کے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے میں سنت نبی علیہ السلام کی مشعل روشن ہو اور وہ اس کی روشنی میں زندگی کا سفر طے کرتے ہوں۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ ہمیں ایسے ہی علمائے ربانیین اور اولیائے کرام کی صحبت میں رہ کر اپنی تربیت کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم میں جنتیوں کے اوصاف پیدا ہوں اور عذاب جہنم سے بچنے کی توفیق نصیب ہو آمین یا الہ العالمین

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ـــ

بقیہ اداریہ

مقابل میں بڑے بڑے پنڈت اور مہنت تک وید اور گیتا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے باطل کبھی حق کا مقابلہ نہ کر سکا۔ بھارت کا سارا اسلحہ انشاء اللہ مسلمانوں ہی کے قبضہ میں آئے گا۔ ہمارے لیڈر حضرات کشمیر کے مسئلہ کو محض اپنی سٹیج گرمانے کے لئے استعمال کرنا چھوڑ دیں بلکہ عمل کے میدان میں کود پڑیں۔ ہمارے لئے دو راہیں ہیں ایک راہ پر ہمارے آٹھ تعلقات ہیں۔ اور دوسری راہ پر صرف تین ـــ

آٹھ یہ ہیں۔ اول باپ، دوم بیٹے سوم بھائی، چہارم بیویاں، پنجم برادری ششم مال ہفتم تجارت ہشتم پسندیدہ مکانات ان کے مقابلے میں تین یہ ہیں اللہ اور اس کا رسول اور اس کی راہ میں جہاد ـــ

حافظؒ نے کیا خوب کہا:ـــ

جاں بجاناں دہ دگرازتو بستاند اجل
خود تو منصف باش حافظ ایں نکو یا آں نکو

کفن سر سے باندھا ہو۔ جان ہتھیلی پر ہو۔ بھروسہ محض رب کعبہ پر ہو پھر رب کعبہ اسی طرح امریکہ و برطانیہ کے اسلحے سے بچائے گا۔ جس طرح اس نے ابابیلوں کے ذریعے ہاتھی والوں سے بچالیا

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

فرشتوں کی فوجیں اب بھی موجود ہیں۔ لیکن کب بھیجی گئیں۔ جبکہ بے سروسامان مسلمان بدر کے مقام پر آگئے۔ ان میں اتفاق تھا اور اتحاد تھا۔ پھر ان کی ہر تنگی ان کا ہر عسر، فراخی اور یسر سے تبدیل کر دیا گیا۔ مسلمانوں اٹھو ہمت سے کام لو۔

سر کفر توڑنا ہے مجھے اے خدا عطا کر
کسی غزنوی کے بازو کسی غزنوی کی باہیں
وہ لٹی لٹی مساجد وہ تباہ خانقاہیں
شب و روز تک رہی ہیں مرے غازیوں کی راہیں
یہ غلط کہ کام آئے تیری عقل مصلحت بیں
کہ حنین و بدر و خندق ہیں جنوں کی جلوہ گاہیں

(مظہر الدین)

اگر راجشاہی سے یہ اطلاعیں آرہی ہیں کہ مشرقی پاکستان و آسام کی سرحد پر بھارتی فوجوں کی زبردست نقل وحرکت جاری ہے اور بھارت نے اپنے سرحدی علاقوں کو جنگی سرگرمیوں اور تیاریوں کا مرکز بنا دیا ہے۔ سرحدی علاقوں میں فوجی اہمیت کی سڑکوں کا جال بچھا دیا ہے اور ان علاقوں کی آبادی کو بے دخل کر کے انہیں فوجی علاقے بنا دیا ہے۔

تو یہ خبر ہمیں کسی حزن وغم میں مبتلا نہیں کرسکتی۔ ہم ہر وقت ہر کرب و بلا کے مقابلہ کے لئے تیار رہیں ـــ

حافظ محمد سلیم متوجہ ہو

برخوردار خط تمہارا ملا۔ بجائے خوشی یا تسلی کے تشویش میں مزید اضافہ ہوا اس لئے کہ اس پر تم نے اپنا پتہ نہیں لکھا تم ہر دو کی مفارقت سے جو میرا حال ہوا ہے وہ تحریر سے باہر ہے۔ اس صدمہ کو تم نہیں سمجھ سکتے۔ خدا کرے جب تم صاحب اولاد ہو جاؤگے تو تمہیں اس وقت کا احساس ہوگا۔ خدا تمہیں ہدایت اور تمہیں سمجھ کی توفیق عطا کرے۔ ممکن ہے اس جدائی میں کوئی خداوند تعالےٰ کی مصلحت ہو

برخوردار تم عاقل بالغ اور دانا ہو۔ خدا کے لئے اپنے چھوٹے بھائی اور والدہ پر رحم کرو خط کو دیکھتے ہی گھر آنے کی کوشش کرو۔

منجانب۔ تمہارے والدین
مکان نمبر ۲۰/۳ حسین آگاہی ملتان)

ساتھ اللہ تعالیٰ کا فضل یعنی رزق کی تلاش کرو۔ ہاتھ توڑ کر بیٹھنا توکل نہیں ہے۔ اس سے اسلام منع کرتا ہے۔ توکل یہ ہے کہ انسان محنت و کوشش کرے اور اس کے اچھے برُے نتیجے پر اللہ پر خوش رہے جس حال میں اللہ رکھے اسی حال میں خوش رہے۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کافروں کو رزق دیتا ہے تو کیا ہم مسلمان قرآن کی خدمت کرنے والوں کو بھوکا رکھے گا؟ اللہ کی ذات پر بہت قوی بھروسہ تھا۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ

حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دولت کی زیادتی کی فکر نہ کرو۔ دولت کی حرص کو قبر کی مٹی کے سوا.... کوئی پورا نہیں کرسکتا۔ آج دولت کا نشہ ہر ایک پر سوار ہے۔ اسی لئے چین و سکون ختم ہے۔ جب دولت کی لگن نہ تھی۔ چین زیادہ تھا۔

صحابہ کرامؓ نے غربت کی حالت میں زندگی گزار کر اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقصود و محبوب اور مطلوب بنایا۔ اور دونوں جہانوں میں چین حاصل کیا۔

حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی امت کو سبق ہے۔ کہ فقر پر فخر کرو۔ اگر غریبی یا مصیبت آئے تو شور اور واویلا کرنا سخت گناہ ہے اللہ کی رضا کے ساتھ خوش رہو۔

آج ذرا سی غریبی آتی ہے۔ تو مانگنا شروع کردیا جاتا ہے عرب میں حج کے ایام میں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اچھے لباسوں میں حاجیوں سے یہ کہتے پھرتی ہیں یا حاجی فی سبیل اللہ۔ اگر کسی سے سودہ لے کر پیسے دو تو اگر بقایا تھوڑے سے پیسے ہوں۔ تو یا حاجی۔ بخشش یا حاجی بخشش کہتے نظر آتے ہیں۔ آج ہمارے ملک میں بھی بھکاری، گداگری بہت زیادہ ہے۔ حضورؐ کا فرمان ہے کہ سوال سے زیادہ دنیا میں اور کوئی ذلت نہیں ہے حکومت کا فرض ہے۔ کہ وہ ان لوگوں کے متعلق بھی کوئی پروگرام بنائے۔ ان کو مانگنے کی بجائے کسی کام پر لگائے۔ میرا دعوےٰ ہے۔ کہ اجتماعی زکوٰۃ اگر صحیح طریقہ پر خرچ کی جائے تو اس ملک میں سے گداگری بالکل ختم ہو جائے۔ ہمارے ملک میں تقسیم کا معاملہ بالکل غلط ہے۔ حکومت ٹیکس وصول کرتی ہے۔ مسجدوں کو اپنی تحویل میں لیتی ہے جہاں آمدنی نظر آئے۔ وہاں قبضہ کرلیتی ہے۔ اُسے چاہیئے۔ کہ دینی مدارس کی فلاح و بہبودی کے لئے بھی کوشش کرے اشاعت اسلام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے اس ملک میں جو کمزوریاں اور خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ ان کا اسلامی نقطہ نظر سے خاتمہ کیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہمارے پاس محفوظ ہے۔ حضور ساری دنیا کے رہنما اور نبی ہیں۔ ہر معاملہ میں حضورؐ کی زندگی مبارک ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں کا دولت کی حرص و طمع نے بیڑہ غرق کر دیا ہے۔ مال کی زیادتی کو مقصود و محبوب بنالیا ہے مقصد زندگی اور تھا بنالیا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ٥

ہم نے انسان اور جن کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے

حضورؐ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ دنیا میں اپنے سے نیچے کو دیکھو اور دین میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھو۔ لیکن آج معاملہ الٹ ہے۔

حضرت سعدیؒ ایک دفعہ ننگے پاؤں جا رہے تھے۔ کہ خیال آیا کہ جوتا نہیں۔ فوراً ایک ایسا آدمی نظر آیا۔ کہ جس کے پاؤں نہیں ہیں۔ فوراً سجدے میں گر گئے۔ کہ یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے پاؤں تو دیئے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ٥

ترجمہ! اگر تم میرا شکر کروگے تو بہت زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کروگے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے

حضرات!

جس حال میں ہوں۔ اللہ کا شکر ادا کریں۔ اگر کوئی مصیبت آئے تو صبر کریں۔ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

آج ضرورت ہے۔ اس بات کی کہ مسلمانوں میں یہ شعور پیدا کیا جائے۔ کہ وہ اپنا نقطہ نظر بدلیں۔ حضورؐ صحابہ کرامؓ کی سیرت کو اپنائیں۔ اگر اللہ تعالیٰ دولت دیں۔ تو اسے حضرت عثمانؓ اور امام ابوحنیفہؒ کی طرح خرچ کریں۔

چکلوں، سنیماؤں، عیش و عشرت اور فضول خرچیوں میں دولت کو برباد کرکے آخرت کا عذاب مول نہ لیں۔ یاد رکھیں کہ جس ذات نے دولت دی ہے۔ وہ چھین بھی سکتی ہے۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں۔ گناہوں کی معافی مانگتے رہیں

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ٥

التماس دعا

حضرت مولانا عبیداللہ انور امیر انجمن خدام الدین لاہور کی والدہ ماجدہ علیل ہیں۔ اس لئے مولانا نے اپنے تمام تبلیغی دورے کچھ عرصے کے لئے ملتوی کر دیئے ہیں۔ سندھ وغیرہ کے احباب مطلع رہیں۔

قارئین کرام سے التماس ہے کہ وہ والدہ ماجدہ کے لئے دعا فرمائیں کہ شافی حقیقی انہیں جلد از جلد صحت کاملہ عطا فرمائے آمین

(ادارہ)

ماں کی گود

عذرا اختر بھوپالی

لڑکیاں بہ نسبت لڑکوں کے ہر اچھی بری بات کا اثر جلدی قبول کر لیتی ہیں آج کل مغربی تمدن نے ہندوستانی ماحول پر اتنا اثر جمایا ہے کہ فی زمانہ نوجوان لڑکیاں فیشن کی تتریاں ہو کر رہ گئی ہیں، انہوں نے اثرات مغرب کو مردوں سے زیادہ جلد قبول کر لیا، عورت کا فطری ذوق نمائش و زینت ہے، اگر یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ آج کل کی لڑکیاں پاؤڈر سینٹ اور مغربی نمائشی اشیاء کی بہت زیادہ شوقین ہیں تو کیا اس کے ذمہ داران کے فیشن زدہ باپ بھائی اور شوہر نہیں ہیں؟ جنھوں نے تعلیم کا ماحصل قیمتی سوٹ سینٹ سے لسے ہوئے رومال اور فیشن ایبل ٹائیاں سمجھ رکھی ہیں، آج کل اگر کسی اسکول میں یا کسی محفل میں آپ کو ایک ایسی لڑکی نظر آئے جس کے رخساروں پر حیا کا غازہ ہو پیشانی پر صداقت کا ٹیکا، جس کی ہر ادا سے بجائے عشوہ غمزے کے عصمت و حیا ٹپکتی ہو۔ تو ان سب خوبیوں کی حامل اس کی اچھی تربیت ہے جو اس کی ماں کی طرف سے دی گئی ہے، سعادت مند لڑکی کے پیش نظر ہر اپنی مقدس ماں کا چہرہ رہتا ہے۔ عالم طفلی کے نصائح مشورے اب تک اس کو یاد ہیں، جو لڑکیاں واقعی تعلیم یافتہ اور اچھی تربیت پائے ہوئے ہوتی ہیں۔ وہ کبھی فیشن پرست نہیں ہوتیں، لیکن بدقسمتی سے ماؤں کی بدولت ہماری سوسائٹی میں ایسی بلند دماغ ہستیاں بہت کم نظر آئیں گی۔ کیونکہ ہماری ماؤں نے یہ سوچنا چھوڑ دیا کہ ہم اپنی اولاد کی تربیت ایسی کریں کہ مذہب اسلام ان پر فخر کرے دنیا بھی ان کی ٹھیک ہو اور آخرت بھی بن جائے۔ نتیجہ یہ ہے کہ آپ کو اب ایسی لڑکیاں نظر آئیں گی جو بزرگ خواتین کا مذاق اڑائیں، مذہبی مسائل کی بالکل حقیقت نہ سمجھیں گھر کے کام ان کے لئے کسر شان اور گھر میں رہنا وبال جان ہو، بغیر قیمتی ساڑیوں اور نیلون کے دوپٹوں، فینسی شوز، لپسٹک پوڈر کریم کے زندگی دوبھر ہو، سینما جانے کی روزانہ خواہشمند ہوں، صبح و شام آئینہ دیکھا کریں، ایک ناخن کی آرائش میں گھنٹوں صرف کر دیں۔ ماں جس کام کو کہے ٹکا سا جواب دے دیں۔ اور ماں اپنی تعلیم یافتہ صاحبزادی کی صرف تعلیم کی جانب سے مطمئن ہو کر اس کے جواب کو شہد کا گھونٹ سمجھ کر پی لے، سو ضرورتیں روک کر صاحبزادی کے لئے لوازمات فیشن مہیا کر دیں۔ اب آپ ہی بتائیے قصور کس کا ہے، والدین کا یا کسی اور کا، اگر آپ انصاف کریں تو یہی کہنا پڑے گا ؎

نام، ماں کی گود کا ہے مکتب ادل بجا
ایک ماں کی تربیت پر سو معلم ہوں فدا

اس لئے ماؤں سے گزارش ہے کہ وہ اپنی لڑکیوں اور لڑکوں کو آج ہی سے ایسی تربیت دینا شروع کر دیں کہ وہ بڑھ کر سچے مسلمان بن جائیں اور خدا تعالےٰ کے احکام پر چلیں، لیکن سب سے پہلے ماں باپ کو عملی زندگی اختیار کرنا چاہیئے، ہماری نئی نسلیں اس لحاظ سے بڑی بدقسمت ہیں کہ گھروں کے اندر کبھی قرآن کی آواز ان کے کانوں میں نہیں پڑتی اور نہ وہ اپنی آنکھوں سے گھر کے لوگوں کو کبھی نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ ہم اس لحاظ سے خوش قسمت تھے کہ بچپن میں ہم اپنے گھروں میں قرآن کی آواز سنتے تھے اور اپنے بڑوں کو نماز پڑھتے دیکھتے تھے، لیکن موجودہ نسل کی یہ بدقسمتی انتہا کو پہنچ گئی ہے کہ گھروں کی ایسی فضا میں وہ پرورش پا رہی ہے، اگر ہمارے گھروں کا یہی حال رہا۔ اور نسلیں اس طرح غلط تربیت حاصل کرتی رہیں تو جب زندگی کی باگ ڈور ان کے ہاتھوں میں آئے گی اس وقت شائد اسلام کا نام بھی باقی نہ رہ سکے گا، اب آپ اس صورت حال کو ختم کریں۔ اور اس فکر میں لگ جائیں کہ گھروں کی معاشرت میں روزمرہ کے رہن سہن میں زندگی کے مختلف معمولات میں اسلام نمودار ہو اور ہمارے بچوں کو آنکھوں کے سامنے چلتا پھرتا نظر آئے، بچے اسے دیکھیں اس کا مزہ چکھیں اور اس سے اثر قبول کریں، ان کے کانوں میں بار بار قرآن کی آواز پڑے، وہ دن میں پانچ مرتبہ گھر میں نماز کا منظر دیکھیں، پھر وہ اپنی فطرت کے تحت اپنے بڑوں کی تقلید کریں، دوسری بات شرم و حیا ہے، یہ بھی ماں کی گود ہی سے لڑکی سیکھتی ہے، لڑکی جب بڑی ہو تو اس کو نظر نیچے کر کے چلنے، سر ڈھانکنے کی تاکید کیجئے، تربیت کرنے میں اگر ان باتوں کا خیال رکھا گیا تو لڑکی کی شرم و حیا جو اللہ تعالےٰ نے عورت کو دی ہے۔ برقرار رہے گی ورنہ شرم ختم ہو جائے گی ـــ

بقیہ: بچوں کا صفحہ ۱۹ سے آگے

اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں آپ کی شان میں کئی آیات نازل کی ہیں۔ جن میں آپؓ کی بے نظیر فضیلت کا بیان ہے۔

آپ دو برس تین مہینے ۹ دن تخت خلافت پر جلوہ افروز رہ کر ۱۷ جمادی الآخر ۱۳ھ کو مغرب و عشاء کے درمیان اس جہانِ فانی سے ہمیشہ کے لئے کوچ کر گئے اور روضۂ اطہر میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہوئے ؎

پہلوئے مصطفےٰ میں بنا آپؓ کا مزار
پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا!

بقیہ: شراب نوشی صفحہ ۱۴ سے آگے

کہا جائے گا۔ تو پھر کونسی وہ حرکت ہوگی جس کے متعلق بجا طور پر یہ کہا جائے گا۔ کہ یہ دنیا کی معروف اصطلاح کے مطابق خیانت کی تعریف میں آسکتی ہے۔ اور اسی کا نام غفلت یا خیانت ہے؟۔ بہرحال شرعی نقطہ نگاہ سے اس بات میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ حکومت کے ذمہ اصلاح معاشرے کا فریضہ عائد ہوتا ہے۔ اور اس فرض کی ادائیگی سے حکومت کی غفلت خود اس کے لئے موجب تباہی اور باعث ہلاکت ہو سکتی ہے۔ اور کل کو خدا کی عدالت میں اس کے لئے جوابدہی کرنی پڑے گی

بقیہ: احادیثِ رسولؐ صفحہ سے آگے

اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے، تو وہ برابر جنت کے خرفہ میں رہتا ہے ـــ یہاں تک کہ واپس نہ آئے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ خرفہ جنت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کے میوے (مسلم)

بچوں کا صفحہ

خلیفۂ اوّل سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حافظ نور محمد انور

پیارے بچو!

آج کی صحبت میں ہم تمہیں خلیفۂ اوّل سیّدنا صدیق اکبرؓ کے مختصر حالات زندگی سناتے ہیں اور انشاء اللہ بالترتیب چاروں خلفاء کے حالات زندگی پر روشنی ڈال کر تمہیں ان کے کارناموں سے روشناس کرائیں گے، تم مسلمان ہو خدا نے تمہیں مسلمان گھرانے میں پیدا کیا ہے۔ جہاں تمہارے لئے دیگر اسلامی مسائل اور بزرگانِ دین کی سیرت کا مطالعہ اشد ضروری ہے وہاں تمہارے لئے رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں خلفاء کی زندگی کے حالات کا مطالعہ بھی ضروری تر ہے

تمہیں اپنے ماں باپ، بھائی بہنیں اور دیگر عزیز و اقارب کی موت کی تاریخیں تو یاد ہوں گی اور اپنے سے چھوٹے بہن بھائیوں کے یوم پیدائش بھی ازبر ہوں گے مگر تم کو اپنے سلف صالحین اور بزرگانِ دین کے یوم ولادت اور یوم وفات کا علم نہ ہوگا

آیئے آج ہم تم کو سب سے پہلے خلیفۂ اول سیّدنا صدیق اکبرؓ کے حالات زندگی سنائیں تاکہ آپ کے اندر اُن کے نقش قدم پر چلنے کی اسپرٹ پیدا ہو۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جب دنیا سے وفات پا گئے تو آپؐ کے بعد اتفاق رائے سے سیدنا صدیق اکبرؓ کو آپؐ کا جانشین خلیفہ منتخب کیا گیا۔ آپؓ کی دینی خدمات اس قدر تھیں کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد یقیناً آپ کو منصب خلافت نصیب ہونا تھا، اور یہ سعادت بھی صرف آپؓ ہی کے حصے میں آئی کہ سب سے پہلے آپؓ ہی دولتِ اسلام سے مشرف ہوئے اور رسول کریمؐ کی رحلت کے بعد سب سے پہلے خلافت کا مرتبہ بھی آپؓ ہی کو عطا ہوا۔

آپؓ کا نام مبارک عبداللہ اور لقب صدیق اور عتیق تھا۔ اور یہ دونوں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے عطا کئے تھے۔ صدیق کے معنی بڑا سچّا ہوتا ہے اور عتیق کے معنی آزاد یعنی عذاب آخرت سے آزاد آپ کا نسب آٹھویں پشت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ آپؓ کی ولادت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے دو برس کئی مہینے بعد ہوئی۔ خلیفۂ رسولؐ کا خطاب سب سے پہلے آپ ہی کے لئے استعمال ہوا۔

آپؓ کی اولاد میں تین لڑکے تھے حضرت عبداللہ، حضرت عبدالرحمٰن اور محمد اور تین ہی لڑکیاں تھیں۔ حضرت اسماء والدہ عبداللہ بن زبیرؓ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ اور ام کلثوم جو حضرت صدیق اکبرؓ کی وفات کے وقت ماں کے پیٹ میں تھیں۔

قریش میں آپ نہایت معزز سمجھے جاتے تھے اور ان کے ہر قسم کے مقدمات کا فیصلہ بھی آپؓ ہی کرتے تھے۔ بڑے مالدار اور تاجر پیشہ تھے۔ دور دراز ملکوں تک آپ کی تجارت کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا اسلام لانے سے قبل بھی نہ کبھی آپ نے شراب پی اور نہ کبھی بتوں کی پوجا کی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجہ رضؓ سے نکاح آپؓ ہی کی کوشش کا نتیجہ تھا۔

آپؓ بڑے سخی اور زہد و تقویٰ کے پیکر تھے۔ آپؓ نے ساری زندگی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزاری۔ اور آپ کی جانی و مالی قربانیوں کا کوئی شمار نہیں، ایک موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگی سازوسامان کے لئے چندہ کی اپیل کی تو تمام صحابہ کرام رضؓ نے حسبِ توفیق اس کارِ خیر میں حصّہ لیا۔ جب سارے صحابہؓ اپنا اپنا مال لے کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سیّدنا صدیق اکبر رضؓ بھی اپنا مال لے کر حاضر ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے سب صحابہؓ سے پوچھا کہ خویش و اقارب کے لئے بھی کچھ مال چھوڑ کر آئے ہو یا نہیں۔ سب نے عرض کیا اے ہادئ اعظمؐ ہم خویش و اقارب کے لئے بھی کچھ مال چھوڑ آئے ہیں" مگر جب سیّدنا صدیق اکبر رضؓ سے آپ نے دریافت کیا تو آپؓ نے فرمایا "یا رسول اللہ! میں تو سب کچھ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں، گھر میں اللہ اور رسولؐ کے نام کے سوا کچھ باقی نہیں چھوڑا"۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے خدا کا رسول بس

آپ اس موقعہ پر بھی تمام صحابہؓ سے سبقت لے گئے۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی خوش ہوئے

ہجرت کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آپؓ کے گھر تشریف لے جاکر دروازے پر دستک دینا، حضرت صدیق اکبرؓ کی کتنی سعادت مندی ہے۔ پھر سیدنا صدیق اکبرؓ کا آپؐ کو کندھوں پر اٹھانا اور غار تک لے جانا کس قدر خوش قسمتی اور نیک بختی کی بیّن دلیل ہے۔ آپ کے زریں کارناموں کو دنیا کبھی فراموش نہیں کر سکتی غیر مسلم مؤرخوں نے بھی آپ کی صداقت و سخاوت اور آپ کی شان و عظمت کی تعریف کی ہے

(باقی بر صہ ۱۸)

خدام الدین - لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور بحین بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱/ب مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا